تا خلافت کی بنا دُنیا میں ہو پھر اُستوار   لا کہیں سے ڈھونڈ کر اسلاف کا قلب و جگر

تحریک خلافت پاکستان کا ترجمان

ہفت روزہ

نِدائے خلافت

لاہور

بانی : اقتدار احمد مرحوم   ۵ تا ۱۱ اکتوبر ۲۰۰۰ء (۶ تا ۱۲ رجب ۱۴۲۱ھ)   مدیر : حافظ عاکف سعید

اسلام کے بارے میں ایک غلط زاویۂ نگاہ

بعض لوگوں کے نزدیک اس سائنٹیفک اور ایٹمی دور میں اسلام اور اسلامی نظام کے لئے کوئی گنجائش نہیں ہے۔ ان میں سب سے ممتاز اور اسلام پسند نقطہ نظر ان حضرات کا ہے جن کا خیال ہے کہ اسلام ایک محدود دنیا اور پسماندہ دور میں آیا تھا' اور اپنا اصلاحی رول ادا کرچکا۔ ایسے لوگوں کے خیال میں اُس دور میں اسلام یقیناً فائدہ سے خالی نہیں تھا جب نہ سائنس کا وجود تھا نہ تہذیب و تمدن نے اتنی ترقی کی تھی' اور نہ جدید اختراعات سامنے آئی تھیں۔ ایک طبقہ اپنی رواداری اور اسلام دوستی کا ثبوت دیتے ہوئے کہتا ہے کہ یقیناً اسلام نے انسانیت کے ارتقاء میں اہم رول ادا کیا ہے' انسانیت پر اسلام کا بہت احسان ہے' لیکن آج وہ اس خالی خولی بندوق کی طرح ہے جو اپنا کام کرچکی ہو' اِس ایٹمی دور میں جبکہ تمدن' ٹیکنالوجی' سائنس' سیاست اور فلسفہ اپنے نقطہ عروج پر ہیں' اسلام کا تجربہ کرنا وقت اور طاقت کے ضیاع کے مترادف ہوگا۔

یہ زاویہ نگاہ بالکل غلط اور غیر منصفانہ ہے۔ جو لوگ یہ رائے رکھتے ہیں کہ وہ نہ اسلام کو سمجھتے ہیں نہ اس زمانہ کے مزاج اور اس کے ان پیچیدہ مسائل کا شعور رکھتے ہیں' جن کا دورِ حاضر کے مفکرین اور لیڈروں کے پاس کوئی حل نہیں ہے۔ انسانیت کا بیڑا پار کرنے اور دورِ حاضر کے مسائل کو حل کرکے حالات کو صحیح رخ دینے کے سلسلہ میں اسلام کیا کردار ادا کرسکتا ہے' یہ طبقہ اس سے بالکل ناآشنا ہے۔

یہ عجیب بات ہے کہ وہی غیر اسلامی فلسفے اور نظام ہائے حیات جن پر موجودہ قوموں کو یقین ہے اور انہوں نے ان کا تجربہ کیا اور کسی حد تک کامیابی بھی حاصل ہوئی' مسلمانوں نے ان فلسفوں اور نظاموں کا تجربہ کیا تو انہیں اس تجربہ میں سخت ناکامی کا سامنا کرنا پڑا۔ جب انہوں نے قومیت' اشتراکیت یا کمیونزم کو اختیار کیا تو حالات سدھرنے کی بجائے اور خراب ہوگئے۔ اس کا مطلب یہ ہے کہ اللہ تعالیٰ نے مسلمانوں کا مستقبل اسلام کے مستقبل سے وابستہ کردیا ہے اور ان دونوں کے درمیان ایک لازوال اور ناقابل شکست رشتہ قائم کر رکھا ہے۔ گویا مسلمان ایک ایسی امت ہیں جس کے پاس ایک مخصوص پیغام اور متعین نصب العین ہے اور اللہ تعالیٰ نے انہیں اسلام کی اشاعت اور اس کے تحفظ کیلئے منتخب فرمایا ہے' ان کیلئے کسی طرح مناسب نہیں ہے کہ وہ اسلام کو چھوڑ کر کسی دوسرے نظام زندگی کو اختیار کریں۔

(سید ابوالحسن علی ندوی رحمۃ اللہ علیہ کی تالیف "دریائے کابل سے دریائے یرموک تک" سے ایک اقتباس)

اس شمارے میں

☆ الہدیٰ اور فرمان نبویؐ 2
☆ امیر تنظیم کا خطابِ جمعہ 3
☆ مرزا ایوب بیگ کا تجزیہ 4
☆ گوشہ خلافت 6
☆ گوشہ خواتین 7
☆ خیال اپنا اپنا 9
☆ کاروانِ خلافت منزل بہ منزل 10
☆ متحدہ اسلامی محاذ کا جلسہ عام 12
☆ متفرقات ✪

نائب مدیر :
فرقان دانش خان

معاونین :
☆ مرزا ایوب بیگ
☆ مرزا ندیم بیگ
☆ نعیم اختر عدنان
☆ سردار اعوان

نگران طباعت :
☆ شیخ رحیم الدین

پبلشر : محمد سعید اسعد
طابع : رشید احمد چوہدری
مطبع : مکتبہ جدید پریس - ریلوے روڈ' لاہور
مقام اشاعت : 36۔ کے' ماڈل ٹاؤن لاہور
فون : 3-5869501 فیکس : 5834000
سالانہ زرِ تعاون -/175 روپے

الھدیٰ

سورۃ فاتحہ (۳)

﴿ اَلْحَمْدُ لِلّٰهِ رَبِّ الْعٰلَمِيْنَ ○ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ ○ مٰلِكِ يَوْمِ الدِّيْنِ ○ ﴾

"کل شکر اور کل ثناء اللہ کے لئے ہے جو تمام جہانوں کا پروردگار اور مالک ہے۔ بہت رحم فرمانے والا' نہایت مہربان' جزا و سزا کا مالک و مختار ہے۔"

رب العلمین

اللہ تبارک وتعالیٰ کی حمد وثناء کے بعد چند مزید صفاتِ کمال کا ذکر ہو رہا ہے۔ ان میں پہلی صفت ﴿ رَبِّ الْعٰلَمِيْنَ ○ ﴾ ہے۔ یعنی جو تمام جہانوں کا مالک اور پروردگار ہے۔ لفظ "ربّ" میں دو مفہوم شامل ہیں۔ اہل عرب گھر کے مالک کو ربّ البیت یا ربّ الدار کہتے ہیں۔ قرآن مجید میں ربّ کا لفظ مالک کے معنوں میں متعدد مقامات پر استعمال ہوا ہے۔ جیسا کہ سورۂ قریش میں آتا ہے ﴿ فَلْيَعْبُدُوْا رَبَّ هٰذَا الْبَيْتِ ﴾ یعنی "عبادت کرو اس گھر (حرم شریف) کے مالک کی" پھر ربّ کا مفہوم پرورش کرنا' ترقی اور نشوونما دینا بھی ہے۔ ایک مالک ایسا نااہل اور ناکارہ بھی ہو سکتا ہے جو اپنی ملکیت لے کر بیٹھا رہے' اس کی ترقی اور نشوونما کی اسے کوئی خاص پرواہ نہ ہو' اور ایک مالک ایسا قابل و قادر ہوتا ہے کہ اس کی ملکیت میں جو چیزیں ہیں وہ ان میں ہر چیز کو اس کی استعدادات کے مطابق پروان چڑھائے اور ہر شے کو اس کے نقطہ کمال تک پہنچانے کا سامان فراہم کرے۔ پس اللہ کی ذاتِ گرامی وہ ہے جو ہر شے کو نقطۂ عروج و کمال تک پہنچنے کے جملہ مقتضیات کو فراہم کرنے اور بہم پہنچانے والی ہے۔ "عَالَمین" عالم کی جمع ہے۔ لہٰذا ربّ العالمین کا مفہوم ہے سارے جہانوں کی مخلوقات کا مالک اور پروردگار اللہ ہی ہے' آقا بھی وہی ہے اور پرورش کنندہ بھی وہی ہے۔

الرحمٰن الرحیم

اگلی آیت میں اللہ تبارک وتعالیٰ کا ایک اور وصف "الرحمٰن الرحیم" کے الفاظ میں بیان ہوا ہے۔ یہ اللہ تعالیٰ کے دو بڑے صفاتی نام ہیں۔ دونوں کا مادہ رحمت ہے۔ اسی رحمت سے "رحمٰن" اور "رحیم" بنا ہے۔ عربی زبان میں "فعلان" کے وزن پر جب کوئی صفت آتی ہے تو اس میں ہیجانی کیفیت کا اظہار ہوتا ہے جیسے ٹھاٹھیں مارتا ہوا سمندر۔ مثلاً جب کہا جائے "انا عطشان" تو مفہوم ہوگا "میں شدید پیاسا ہوں" یا "پیاس سے مرا جا رہا ہوں"۔ رحمٰن وہ ہستی ہے جس کی رحمت ٹھاٹھیں مارتے ہوئے سمندر کی مانند ہے' جس کی رحمت میں انتہائی جوش و خروش ہے۔ البتہ "فعیل" کے وزن پر جب کوئی صفت آتی ہے تو اس صفت میں اس کے دوام و استمرار کا مفہوم شامل ہوتا ہے۔ گویا اللہ کی رحمت کی شان یہ بھی ہے کہ اس میں دوام اور استمرار ہے۔ جیسے ایک دریا ہمواری کے ساتھ مسلسل بہہ رہا ہو' اس میں ہیجان نہیں' سمندر کی طرح کا جوش و خروش نہیں۔ لیکن بہاؤ کا ایک خاموش اور پُرسکون تسلسل ہے۔ پس اللہ تعالیٰ کی یہ رحمت کی دونوں شانیں ہیں جس کا ذکر اس سورۂ مبارکہ کے آغاز میں ہے اور یہ دونوں کیفیات اللہ کی ذاتِ اقدس میں بیک وقت موجود ہیں۔ یہی وجہ ہے کہ "رحمٰن الرحیم" کے درمیان حرفِ عطف "و" نہیں آیا۔

فرمانِ نبویؐ

قرآن نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی وراثت

عَنْ اَبِيْ هُرَيْرَةَ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ اِنَّهٗ دَخَلَ السُّوْقَ فَقَالَ اَرَاكُمْ هٰهُنَا وَمِيْرَاثُ رَسُوْلِ اللّٰهِ ﷺ يُقْسَمُ فِي الْمَسْجِدِ فَذَهَبُوْا وَانْصَرَفُوْا وَقَالُوْا مَا رَاَيْنَا شَيْئًا يُقْسَمُ رَاَيْنَا قَوْمًا يَقْرَءُوْنَ قَالَ فَذٰلِكُمْ مِيْرَاثُ نَبِيِّكُمْ

"حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ ایک دن بازار میں داخل ہوئے (تو کچھ لوگوں کو وہاں کھڑے پایا) تو انہوں نے فرمایا: میں تمہیں یہاں دیکھ رہا ہوں' حالانکہ مسجد میں نبی اکرم ﷺ کی وراثت تقسیم ہو رہی ہے۔ لوگ جلدی سے (مسجد میں) گئے اور پھر واپس آ گئے اور کہنے لگے ہم نے تو وہاں کوئی چیز تقسیم ہوتے ہوئے نہیں دیکھی' ہم نے دیکھا کہ کچھ لوگ (قرآن مجید) پڑھ رہے ہیں۔ اس پر انہوں نے فرمایا: وہی تو تمہارے نبی کی میراث ہے"۔

ایسی حدیث اثر کہلاتی ہے جس میں کسی صحابی کا قول یا عمل بیان ہوا ہو۔ حقیقت یہی ہے کہ اللہ کے رسول اپنی میراث کے طور پر وہ کتاب چھوڑ جاتے ہیں جو اللہ نے ان کو عطا کی ہو اور وہی وراثت ہوتی ہے ان کے متعلقین کے لئے۔ جو کوئی جتنا اس وراثت سے حصّہ حاصل کرے گا اتنا ہی اپنے نبی کا قرابت دار قرار پائے گا۔ اللہ کے رسول کوئی مادی وراثت نہیں چھوڑ کر جاتے اور نہ ہی ان کا اصل تعلق نسبت کی بنیاد پر ہوتا ہے۔ ان کی نسبت میں سے بھی انہی کو وارث قرار دیا جاتا ہے جو اس کی میراث کے حامل ہوں۔ دنیاوی وراثت کے بارے میں تو آپؐ کا فرمان موجود ہے: ((نَحْنُ كَمَعْشَرِ الْاَنْبِيَاءِ لَا نَرِثُ وَلَا نُوْرَثُ)) "ہم انبیاء کا گروہ نہ وراثت حاصل کرتے ہیں اور نہ (مادی) وراثت چھوڑ کر جاتے ہیں"۔ ہم جو دنیاوی وراثت چھوڑ کر جائیں تو وہ صدقہ ہوتا ہے۔ لیکن بعد میں وارثوں کا معاملہ سورۂ شوریٰ کی اس آیت کے مطابق ہو جاتا ہے کہ ﴿ اِنَّ الَّذِيْنَ اُوْرِثُوا الْكِتٰبَ لَفِيْ شَكٍّ مِّنْهُ مُرِيْبٍ ﴾ (الشوریٰ) "بے شک وہ لوگ جو وارث بنائے جاتے ہیں کتاب کے' وہ اس کے بارے میں شک میں پڑ جاتے ہیں"۔

جیسے ہمارا اس وقت حال ہے کہ ہم زبان سے کہتے ہیں کہ قرآن مجید اللہ کی سچی کتاب ہے' اس میں کوئی شک نہیں' یہی کتاب ہدایت ہے' لیکن اس کی ہدایت پر ہمیں یقین نہیں ہے۔ اس لئے ہم اس کی ہدائت کو چھوڑ کر مغربی معاشرت' معیشت اور سیاست کو اپنے ہاں اختیار کئے ہوئے ہیں۔ یہی بات ہے جو حضرت ابراہیم علیہ السلام سے فرمائی گئی تھی جب امام الناس قرار دیئے جانے کے بعد انہوں نے اپنی اولاد کے بارے میں سوال کیا۔ تو اللہ تعالیٰ نے فرمایا میرا وعدہ تمہاری اولاد میں سے انہی کے لئے ہے جو تمہارے نقشِ قدم پر چلیں گے اور ظلم سے باز رہیں گے۔

اور ہمارا یہ حال ہے کہ ہم کتاب اللہ کے دیئے ہوئے نظام کو اختیار اس لئے نہیں کر رہے کہ یہ ہمارے مسائل حل نہیں کر سکتا۔ اس سے زیادہ بے یقینی کا کیا مظہر ہوگا کہ اسے اللہ کا کلام مان کر اور کتاب ہدائت تسلیم کر کے پھر شک میں پڑے ہوئے ہیں' کاش ہمارے دلوں میں بھی وہ یقین پیدا ہو جائے جو ہم زبان سے ظاہر کرتے ہیں' تاکہ ہم اس کتاب کے واقعی وارث بن جائیں اور اس کے نظامِ زندگی کو نافذ کر کے دنیا و آخرت کی کامیابی حاصل کر لیں۔

حکومت معیشت کی بحالی میں بری طرح ناکام ہو چکی ہے

فوج جلد از جلد جمہوری سیٹ اپ قائم کر کے واپس چلی جائے ورنہ ان کی رہی سہی عزت بھی باقی نہیں رہے گی

مسجد دارالسلام باغِ جناح 'لاہور میں امیر تنظیم اسلامی ڈاکٹر اسرار احمد کے ۲۹ ستمبر ۲۰۰۰ء کے خطاب جمعہ کی تلخیص

ارشادِ ربانی ہے :

﴿ وَاِنَّ يَوْمًا عِنْدَ رَبِّكَ كَاَلْفِ سَنَةٍ مِّمَّا تَعُدُّوْنَ۝ ﴾ (الحج: ۴۷)

"اور بے شک ایک دن تیرے رب کے ہاں ایک ہزار سال کی طرح ہوتا ہے جس حساب سے تم گنتی کرتے ہو"۔

﴿ يُدَبِّرُ الْاَمْرَ مِنَ السَّمَاءِ اِلَى الْاَرْضِ ثُمَّ يَعْرُجُ اِلَيْهِ فِيْ يَوْمٍ كَانَ مِقْدَارُهٗ اَلْفَ سَنَةٍ مِّمَّا تَعُدُّوْنَ۝ ﴾ (السجدہ : ۵)

"وہ تدبیر فرماتا ہے معاملات کی آسمان سے زمین کی جانب پھر رجوع کرے گا ہر کام اس کی طرف اس روز جس کی مقدار ہزار سال ہے اس انداز سے جس سے تم شمار کرتے ہو"۔

ان آیات کا مفہوم یہ ہے کہ اللہ اس کائنات کا خالق ہونے کے ساتھ ساتھ مدبر بھی ہے۔ کوئی شے اللہ کے قبضہ قدرت سے باہر نہیں ہے۔ اس کائنات کے بارے میں اللہ کی جو منصوبہ بندی ہوتی ہے وہ اللہ کے ایک دن کے حساب سے ہوتی ہے اور اللہ کا ایک دن دنیا کے ماہ و سال کے حساب سے ہزار سال کا ہوتا ہے۔

اس کائنات کی پوری تاریخ تو ہمیں معلوم نہیں البتہ انسان کے سامنے صرف گزشتہ پانچ ہزار برس کی تاریخ موجود ہے جو حضرت ابراہیم علیہ السلام سے شروع ہوتی ہے۔ ان پانچ ہزار سالوں میں اللہ کا پہلا دن حضرت ابراہیم علیہ السلام کے دور سے شروع ہو کر حضرت موسیٰ علیہ السلام کی بعثت پر ختم ہوا۔ دوسرا دن حضرت موسیٰؑ سے شروع ہوا۔ یہیں سے پہلی امت مسلمہ یعنی بنی اسرائیل کی تاریخ کا آغاز ہوا۔ بنی اسرائیل یا یہود پر اس پہلے ہزار برس میں ایک عروج اور پھر ایک زوال کا دور آیا۔ یہود کی تاریخ کا دوسرا ہزار سال حضرت عزیر علیہ السلام سے شروع ہو کر تقریباً ۶۰۰ء تک رہا۔ ۵۷۱ء میں خاتم النبین حضور اکرمؐ کی ولادت ہوئی۔ ۴۰ برس کی عمر میں جب آپؐ پر وحی کا آغاز ہوا تو یہ گویا اس بات کا اعلان تھا کہ اللہ تعالیٰ نے یہود کی بداعمالیوں کے باعث انہیں امت مسلمہ کے منصب سے معزول کر کے یہ اعزاز آپؐ کی اُمت کو عطا کر دیا۔ گویا آپؐ کی بعثت سے نئی امت مسلمہ کی تاریخ شروع ہوتی ہے۔ اب اس نئی امت کا دوسرا ہزار سال شروع ہو چکا ہے۔ جس کے تقریباً ۴۰۰ سال گزر چکے ہیں۔ اس دوسرے ہزار سال میں خروج دجال' حضرت مسیح علیہ السلام کی آمد اور عالمی غلبۂ اسلام کے واقعات پیش آنا ہیں' تاہم روایات سے اندازہ ہوتا ہے کہ عالمی غلبہ اسلام سے پہلے امت مسلمہ پر ایک بڑا عذاب آنا ہے۔ کیونکہ اس امت نے اپنی ذمہ داریوں سے پہلو تہی کی ہے اور بحیثیت امت اللہ کے دین سے غداری کی مرتکب ہوئی ہے۔ اس امت کا نیوکلیس اور افضل ترین حصہ عرب قوم پر مشتمل ہے کیونکہ حضور ﷺ اس قوم میں سے مبعوث ہوئے' قرآن عربوں کی زبان میں اتارا

منبر و محراب

گیا۔ لیکن عربوں نے اپنی ذمہ داریوں کو پورا نہیں کیا۔ احادیث سے ظاہر ہوتا ہے کہ قیامت سے پہلے عربوں پر ایک بہت سخت عذاب آئے گا۔ حدیث میں آتا ہے کہ یہود اور امت مسلمہ کی تاریخ کو آپس میں ایسی مماثلت ہے جیسے کسی جوتے کے جوڑے میں دونوں تلووں کو ایک دوسرے سے ہوتی ہے۔ چنانچہ جس طرح اللہ کے عذاب کے کوڑے یہود پر برسے اسی طرح موجودہ امت مسلمہ بھی دین سے بے وفائی کی پاداش میں اللہ کے عذاب سے بچ نہیں سکے گی۔

عجم میں امت کا افضل ترین حصہ ہندوستان کی ملت اسلامیہ ہے۔ کیونکہ گزشتہ چار سو سال سے تمام مجددین اسی خطے میں پیدا ہوئے۔ اسی خطے میں اسلام کے نام پر علیحدہ ملک کے قیام کی تحریک چلی اور مملکت خداداد پاکستان وجود میں آگئی۔ ہم ہی نے اللہ سے وعدہ کیا تھا کہ اے اللہ تو ہمیں ایک علیحدہ ملک عطا فرما دے ہم وہاں تیرے دین کا بول بالا کریں گے لیکن ہم نے وعدہ خلافی کی۔ چنانچہ امت مسلمہ میں عربوں کے بعد دوسرے بڑے مجرم ہم ہیں۔ چنانچہ ہو سکتا ہے کہ ہمیں بھی سخت ترین سزا ملے۔ عذاب کا پہلا کوڑا تو مشرقی پاکستان کی علیحدگی کی صورت میں ہمارے سامنے آچکا ہے۔ اگر ہم نے اب بھی توبہ نہ کی تو ہمیں عذاب کے دوسرے کوڑے کے لئے تیار رہنا چاہئے۔ تاہم صحیح احادیث سے یہ بھی ظاہر ہوتا ہے کہ عالمی غلبۂ اسلام کا آغاز اسی خطے یعنی افغانستان اور پاکستان سے ہو گا۔ میرا گمان ہے کہ یا تو اللہ ہمیں توبہ کی توفیق عطا فرما دے گا اور ہم پاکستان میں دین قائم کر کے احادیث میں بیان کی گئی ان خوشخبریوں کا مصداق بن جائیں گے جن کی رو سے عالمی غلبۂ اسلام کے لئے فوجیں اسی علاقے سے عربوں کی مدد کے لئے جائیں گی۔ یا پھر ہو سکتا ہے کہ اللہ کسی قوم کے ذریعے ہماری پٹائی کروا کے اسلام کا جھنڈا اس قوم کے ہاتھ میں تھما دے اور ان کے ذریعے اسلام کا بول بالا ہو۔ بہر حال ہر دو صورت میں ہمارا ایمان یہ ہونا چاہئے کہ اللہ کی مشیت پوری ہو کر رہے گی۔

دوسری طرف فلسطین کے تازہ ترین حالات و واقعات کا مشاہدہ کیا جائے تو ایسا معلوم ہوتا ہے کہ سٹیج تیار ہو چکا ہے اور یہ حالات و واقعات اب شاید زیادہ دور کی بات نہیں۔ اگرچہ اسرائیلی وزیر اعظم ایہود بارک نے یروشلم کو فلسطین اور اسرائیل کا مشترکہ دارالحکومت بنانے پر رضامندی ظاہر کی ہے اور کسی قدر لچک کا مظاہرہ کیا ہے لیکن گنبد صخرہ کو فلسطین کی تحویل میں دینے کا مطالبہ چونکہ رد کر دیا ہے لہٰذا یہ مسئلہ جوں کا توں ہے اور قیام امن کا کوئی امکان نہیں۔ یہودی دراصل اس جگہ ہیکل سلیمانی تعمیر کرنا چاہتے ہیں۔ حالانکہ جس فارمولے کے تحت اسرائیل کی تقسیم ہوئی اس کے مطابق اس پر مسلمانوں کا حق ہے۔ ویسے بھی اسرائیلی وزیر اعظم کی مشترکہ دارالحکومت بنانے کی تجویز کو مذہبی یہودی کبھی تسلیم نہیں کریں گے اور اس بات کا امکان موجود ہے کہ خود یہودیوں میں اس مسئلے پر پھوٹ پڑ جائے۔ دوسری طرف بیت المقدس کے معاملے میں تمام عرب ممالک متحد ہو گئے ہیں اور وہ بیت المقدس سے کسی قیمت دستبردار

(باقی صفحہ ۸ پر)

اسرائیلی وزیر اعظم کی ہٹ دھرمی کے باعث مشرق وسطیٰ میں قیام امن کے امکانات بالکل معدوم ہو چکے ہیں

تجزیہ نگار کے نقطۂ نظر سے ادارہ کا کامل اتفاق ضروری نہیں

اسرائیل فلسطین تنازعہ اور عرب ممالک کی بے بسی!

مرزا ایوب بیگ' لاہور

اسرائیلی فوج کی بربریت اور وحشیانہ کاروائیوں سے گزشتہ تین روز میں پچاس سے زائد فلسطینی شہید ہو چکے ہیں اور سینکڑوں زخمی ہو گئے ہیں۔ یہ ہنگامے اسرائیل کے اپوزیشن لیڈر ایرل شیرون کے مسجد اقصیٰ میں داخل ہونے سے شروع ہوئے۔ گزشتہ دس سال میں ہونے والے ہنگاموں میں یہ بدترین ہنگامے ہیں جن میں بے شمار بے گناہ فلسطینیوں کا خون بہا۔

حقیقت یہ ہے کہ ۱۹۶۷ء کی عرب اسرائیل جنگ میں عربوں کو بدترین شکست ہوئی اور اس کے نتیجہ میں اسرائیل نے مصر و شام کے اس وسیع علاقے پر قبضہ کر لیا جو انبیاء کی سرزمین کہلاتا ہے اور جس میں قبلہ اول واقع ہے۔ فلسطینی ایک مدت سے یہاں اپنی آزاد حکومت قائم کرنا چاہتے تھے اور اس وجہ سے فلسطینیوں کا اردن کی حکومت سے جھگڑا چلتا رہتا تھا۔ اسرائیل کے قبضے پر اردن جلد ہی اس علاقے سے دستبردار ہو گیا۔ چنانچہ اب تنازعہ براہ راست اسرائیل اور فلسطینیوں کے درمیان پیدا ہو گیا جو آج تک طے نہیں ہو سکا۔ ایک وہ وقت تھا کہ خود اسرائیل کا وجود ایک مسئلہ تھا۔ عرب اسے تسلیم کرنے اور اس کے وجود کو برداشت کرنے پر تیار نہیں تھے۔ اگر کسی بین الاقوامی فورم پر اسرائیلی نمائندہ ایک دروازے سے داخل ہوتا تھا تو عرب دوسرے دروازے سے باہر نکل جاتے۔ لیکن ۱۹۷۳ء کی مصر اسرائیل جنگ رخ موڑ دینے والی (turning point) ثابت ہوئی' اگرچہ اس جنگ میں مصریوں نے بڑی بہادری اور مہارت کا مظاہرہ کیا اور دنیا پر ثابت کر دیا کہ اسرائیل کا دفاع ناقابل شکست نہیں ہے لیکن جب امریکہ کھلم کھلا میدان جنگ میں کود پڑا اور امریکہ اور اسرائیل کے درمیان ایک ایسا فضائی پل قائم ہو گیا جس کے ذریعے امریکہ نے اسرائیل کی ہر طرح سے مدد کی تو مصر کی فتح شکست میں تبدیل ہونا شروع ہو گئی اور مصر کے صدر انور سادات کو یہ کہنا پڑا کہ ہم اسرائیل سے لڑ سکتے ہیں امریکہ سے نہیں۔ مصر کے لئے خاص طور پر مایوسی کا معاملہ یہ ہوا کہ امریکہ کی مدمقابل سپر پاور یعنی سوویت یونین جو مصر کا اتحادی تھا اس کی مدد کو نہ پہنچا۔ اس پر انور سادات نے اباؤٹ ٹرن لیا اور امریکہ کے آگے سر تسلیم خم کرتے ہوئے انہوں نے کیمپ ڈیوڈ معاہدہ کر کے اسرائیل کو باقاعدہ تسلیم کرنے کا اعلان کر دیا۔ اس پر مصر عرب ممالک میں اچھوت بن کر رہ گیا' اسے عرب لیگ سے نکال دیا گیا۔ لیکن امریکہ نے اپنی کوششیں جاری رکھیں۔ اس کا اگلا ٹارگٹ PLO کے سربراہ یاسر عرفات تھے۔ لہٰذا انہیں آزاد فلسطین کا جھانسہ دے کر اوسلو معاہدہ کرا لیا گیا۔ یعنی عالم عرب میں یہودیوں اور اسرائیل کے بدترین دشمن سے اسرائیل کو باقاعدہ تسلیم کرا لیا گیا۔ اس کا نتیجہ یہ نکلا کہ دیگر عرب ممالک بھی یکے بعد دیگرے اسرائیل کو تسلیم کرتے چلے گئے۔ خصوصاً اردن اور مصر نے تو عالم عرب میں امریکی مفادات (جو حقیقتاً اسرائیلی مفادات ہیں) کی نمائندگی کا فریضہ سرانجام دیا۔ امریکہ اور اسرائیل حسب توقع اور پروگرام کے عین مطابق اوسلو

تجزیہ

معاہدے کی بعض شقوں پر عملدرآمد سے گریز کرنے لگے۔ اور یاسر عرفات جنہیں ایک محدود سے علاقے میں بلدیاتی سطح کے اختیارات ملے تھے' کا فلسطین کی دوسری تنظیم جن میں حماس خاص طور پر قابل ذکر ہے' سے مخاصمت اور مخالفت کا آغاز ہو گیا۔ اب یاسر عرفات کا حال یہ ہے کہ اپنوں کی طرف جانے کے قابل نہیں اور دشمن انہیں کوئی رعایت دینے کو تیار نہیں۔ ہوشیار دشمن یاسر عرفات کی کمزور پوزیشن کو خوب سمجھتا ہے چنانچہ یاسر عرفات کی اس دھمکی کو کہ ہمیں جنگ بھی کرنی پڑی تو گریز نہیں کریں گے' دشمن محض گیدڑ بھبکی سمجھتا ہے۔ ماضی قریب میں ایک اور فاش غلطی کی گئی جس سے کم از کم عرب کی سطح پر اتحاد کا موقع ضائع ہو گیا۔ یاسر عرفات کہہ چکے تھے کہ اگر اسرائیل بدعہدی سے باز نہ آیا تو وہ ۱۳ ستمبر کو یکطرفہ طور پر آزادی کا اعلان کر دیں گے۔ انہوں نے ماہ اگست میں دنیا کے بہت سے ممالک جن میں خاص طور پر مسلم ممالک شامل تھے' کا طوفانی دورہ کیا اور یہ تاثر دیا کہ ان کی طرف سے آزادی کے اعلان پر انہیں دنیا میں وسیع سطح پر حمایت ملے گی' دوسری طرف امریکہ بھی حرکت میں آ گیا اور یک طرفہ طور پر اعلان آزادی سے یاسر عرفات کو روکنے کے لئے اس نے دباؤ ڈالنا شروع کر دیا۔ شروع شروع میں یہ محسوس ہوتا تھا کہ عرب یہ دباؤ قبول نہیں کریں گے۔ سعودی عرب اور مصر جیسے امریکہ دوست ممالک کا انداز گفتگو بھی بدل گیا تھا۔ پورے زور و شور سے یہ کہا گیا کہ ہم فلسطینیوں کی حق تلفی نہیں ہونے دیں گے' وغیرہ وغیرہ۔ لیکن جب امریکہ کے صدر بل کلنٹن جی ایٹ کے اجلاس سے واپس امریکہ جاتے ہوئے اچانک مصر رکے اور انہوں نے ہوائی اڈے پر صدر حسنی مبارک سے مذاکرات کئے تو صدر حسنی مبارک کا لہجہ بدل گیا اور انہوں نے مصلحت اور مصالحت کی باتیں کرنا شروع کر دیں۔ ایک نیوز ایجنسی کی اطلاع کے مطابق صدر کلنٹن نے صدر حسنی مبارک کو باقاعدہ جھڑکا اور انہیں تنبیہہ کی کہ وہ اس مسئلہ پر سخت موقف اختیار نہ کریں۔ جلد ہی یاسر عرفات کے ساتھیوں اور بے محکمہ وزراء نے بھی کہنا شروع کر دیا کہ ۱۳ ستمبر کی تاریخ کسی آسمانی صحیفہ میں درج نہیں تھی' اس میں ردوبدل ہو سکتا ہے۔ چنانچہ انتہائی بھونڈے انداز میں نہ صرف ۱۳ ستمبر کے یکطرفہ اعلان آزادی کو ملتوی کیا گیا بلکہ کوئی نئی تاریخ دینے سے بھی گریز کیا گیا۔ صرف شام کے نئے صدر نے قدرے جرأت کا مظاہرہ کیا' اور اس مسئلہ پر عرب سربراہ کانفرنس بلانے کا مطالبہ کیا لیکن مصر کے صدر حسنی مبارک نے امریکہ کی ناراضگی کے خوف سے اس مطالبہ کو مسترد کر دیا۔ اب جب کہ اسرائیل کی وحشیانہ فائرنگ سے ۵۰ سے زائد فلسطینی شہید ہو گئے ہیں اور عربوں میں شدید اشتعال پیدا ہو گیا ہے تو ان کے جذبات کو ٹھنڈا کرنے اور اس کا رخ موڑنے کے لئے مصر کے صدر حسنی مبارک نے عرب سربراہ کانفرنس بلانے کا مطالبہ کر دیا ہے۔ بدقسمتی سے مسلمان حکمرانوں کو صرف اقتدار سے مطلب ہے۔ جب عوام مشتعل ہوتے ہیں تو وہ جذباتی تقاریر سے ان کے ہمنوا بن جاتے ہیں اور جب حالات نارمل ہوں تو وہ دنیوی آقاؤں سے احکامات وصول کرتے اور ان پر عمل پیرا ہوتے ہیں۔ یہی وجہ ہے کہ امت مسلمہ بت پرست ہندوؤں اور مغضوب علیہم یہودیوں سے بار بار پٹ رہی ہے۔

اس پس منظر اور ان حالات میں اگر کوئی عرب

اسرائیل یدھ ہوتا ہے تو اس کے نتیجہ سے کون واقف نہیں۔ اسرائیل ایک ایٹمی قوت ہے۔ (اسرائیل نے اگرچہ ابھی تک خود ایٹمی تجربہ نہیں کیا لیکن یہ ریکارڈ کی بات ہے کہ امریکہ نے ماضی قریب میں جتنے ایٹمی تجربے کئے ہیں اس کا ڈیٹا وہ برطانیہ اور اسرائیل کے ساتھ share کرتا رہا ہے) اسلحہ' ہتھیار گولہ بارود میں وہ خود کفیل ہے جبکہ عربوں کے پاس صرف روایتی اسلحہ ہے جو انہیں امریکہ اور ان مغربی ممالک نے دیا ہوا ہے جو اسرائیل کے حقیقی سرپرست ہیں۔ عرب ہر قسم کی جدید ٹیکنالوجی سے نابلد ہیں اور مغرب کے محتاج ہیں۔ یہاں تک کہ تیل کی قدرتی دولت سے کمائی ہوئی ان کی تمام دولت یورپ کے بینکوں کے قبضے میں ہے جسے وہ جب چاہیں جہاں چاہیں منجمد کر دیں بلکہ خود اسے عربوں کے خلاف استعمال کریں۔ لہٰذا اگر عربوں کو زندہ رہنا اور عرب کی سرزمین کو اسرائیل کے وجود سے پاک کرنا ہے تو انہیں انقلابی اقدام کرنے ہوں گے۔ آج سے ستر اسی سال قبل کون جانتا تھا کہ عرب کی سرزمین یوں سونا اگلے گی' اسے اتنے مالی وسائل حاصل ہوں گے کہ دنیا رشک کرے گی۔ صحرا نخلستان بن جائے گا اور دنیا کی ہر آسائش یہاں موجود ہوگی۔ اگر آج اللہ پر ایمان تازہ کر لیا جائے اسے اپنا حقیقی مالک اور قادر مطلق دلی طور پر مان لیا جائے' نبی اکرم ﷺ کی سنت کو مضبوطی سے تھام لیا جائے' حکم الٰہی کے مطابق بھرپور جنگی اور دنیوی قوتوں کی بجائے اللہ پر مکمل بھروسہ کیا جائے تو کوئی وجہ نہیں کہ عرب ممالک اللہ کی اس مغضوب علیہم قوم پر غلبہ حاصل نہ کر سکیں۔ ضرورت صرف اپنے طور پر طریقے بدلنے کی ہے۔ جدید علوم کے حصول سے اللہ نے روکا نہیں ہے بلکہ اس کی ترغیب دلائی ہے۔ صراط مستقیم سے ہٹ جانے کا نتیجہ یہ نکلا ہے کہ ہم مار بھی کھا رہے ہیں اور دہشت گرد بھی کہلا رہے ہیں!!۔

امیر تنظیم اسلامی محترم ڈاکٹر اسرار احمد کا

خطابِ جمعہ

تنظیم اسلامی کے ویب سائٹ پر بھی سُنا جاسکتا ہے

—— ویب سائٹ ایڈریس : ——

www.tanzeem.org

نیز ہمارا ای میل ایڈریس یہ ہے :

anjuman@tanzeem.org

مرکزی انجمن خدام القرآن کے شعبہ سمع و بصری کی ایک اور پیشکش

امیر تنظیم اسلامی و داعی تحریک خلافت پاکستان

ڈاکٹر اسرار احمد

کا ایک فکر انگیز خطاب

پاکستان ایک فیصلہ کن دوراہے پر

اب ویڈیو سی ڈی پر (VCD) دستیاب ہے

قیمت فی سیٹ —— 100 روپے

ملنے کا پتہ :

مکتبہ مرکزی انجمن خدام القرآن لاہور

36۔کے' ماڈل ٹاؤن لاہور فون : 03-5869501

KHALID TRADERS

IMPORTERS - INDENTORS - STOCKISTS & SUPPLIERS OF WIDE VARIETY OF BEARINGS, FROM SUPER - SMALL TO SUPER - LARGE

NATIONAL DISTRIBUTORS NTN BEARINGS

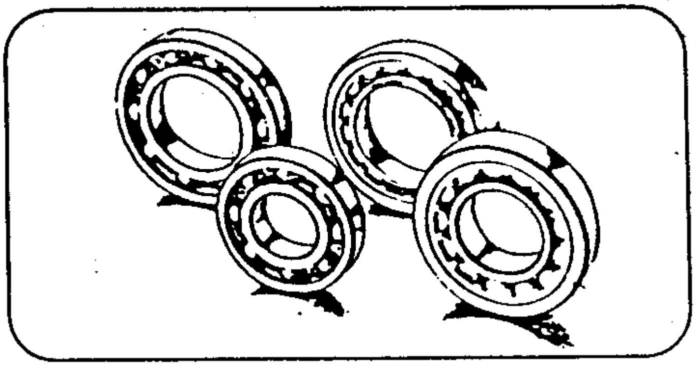

PLEASE CONTACT

Opp. K.M.C. Workshop, Nishtar Road, Karachi-74200, Pakistan.
G.P.O. Box #. 1178 *Phones* : 7732952 - 7730595 *Fax* : 7734776 - 7735883
E-mail : ktntn@poboxes.com

FOR AUTOMOTIVE BEARINGS : *SIND BEARING AGENCY*, 64 A-65 Manzoor Square Noman St. Plaza Quarters Karachi-74400(Pakistan)
Tel : 7723358-7721172

LAHORE : 5 - Shahsawar Market, Rehaman Gali No. 4, 53-Nishtar Road, Lahore-54000, Pakistan. Phones. 7639618,7639718,7639818, Fax: (42) : 763-9918

GUJRANWALA: 1-Haider Shopping Centre, Circular Road, Gujranwala Tel : 41790-210607

WE MOVE FAST TO KEEP YOU MOVING

فاتح عالم حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہ کا اندازِ حکومت

تحریر: مرزا ندیم بیگ

موجودہ زمانے میں "شتر بے مہار ہونا" حکمرانی کی شرط اول سمجھی جاتی ہے۔ یہی وجہ ہے کہ انسانیت آج اپنے حکمرانوں کے ظلم و ستم کے نتیجے میں جس دکھ اور کرب سے دوچار ہے اس کا تصور بھی نہیں کیا جاسکتا۔ مثلاً اپنے وطن عزیز کے حکمرانوں کی تاریخ کو اٹھا کر دیکھیں تو اندازہ ہوگا کہ ملک و قوم کی ابتری کا کوئی اور ذمہ دار نہیں بلکہ اس کے ذمہ دار ہمارے حکمران ہیں کہ جنہوں نے وطن عزیز پاکستان کو عالمی استعمار کے اداروں آئی ایم ایف اور ورلڈ بنک کے پاس گروی رکھ دیا ہے اور وہ پاکستانی قوم کے خون سے کشید کی ہوئی شراب سے لطف اندوز ہو رہے ہیں اور اس سب کے باوجود حکمرانوں کے "اللے تللے" جاری و ساری ہیں۔ مگر اسلام میں حکمران شتر بے مہار قسم کی چیز کا نام نہیں بلکہ وہ تو قوم کا خادم ہوتا ہے اور یہی وجہ ہے خلافت راشدہ کے دور میں جو سکھ اور چین عوام کو نصیب ہوا ہے اس کا عشر عشیر بھی آج تک کسی معاشرے میں دیکھنے کو نہیں ملتا۔

ایک مرتبہ فاتح عالم سیدنا حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہ کے پاس امہات المومنین حضرت حفصہؓ اور حضرت عائشہ صدیقہؓ آئیں اور فرمایا کہ رسول اللہ ﷺ کے بعد حضرت ابو بکر صدیق رضی اللہ عنہ کا دور گزر گیا کہ انہوں نے دنیا کو طلب کیا اور نہ ہی دنیا ان کی طرف بڑھی مگر آپ کا زمانہ اور ہے اللہ نے آپ کو قیصر و کسریٰ کے خزانوں کی کنجیاں عطا کی ہیں بہت سے ملک آپ نے فتح کرادیئے ہیں۔ بادشاہوں اور حکمرانوں کے سفیر آپ کی خدمت میں حاضر ہوتے ہیں کیا اچھا نہ ہو آپ اپنا لباس تبدیل کرلیں کیونکہ اس میں جابجا پیوند لگے ہوئے ہوتے ہیں۔ نفیس لباس پہنیں اور اپنے دستر خوان کو کھانوں سے مزین کریں۔ سیدنا عمر فاروق رضی اللہ عنہ پر یہ بات سن کر گریہ طاری ہوگیا تو آپ نے کہا اے نبی کی بیویو! بتاؤ کیا رسول اللہ ﷺ نے زندگی بھر گیہوں کی روٹی متواتر دو دن یا پانچ دن یا تین دن پیٹ بھر کر کھائی ہو یا کبھی ایسا ہوا ہو کہ آپ کو متواتر دو دن کا کھانا میسر آیا ہو۔ امہات المومنین رضی اللہ عنہن کا جواب نفی میں تھا۔ حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے پھر فرمایا کہ آپ ﷺ کھردرے کپڑے کا لباس پہنتے تھے کہ جس کی سختی اور کھردرے پن کی وجہ سے آپ کا جسم اطہر کئی مرتبہ چھل جاتا تھا۔ امہات المومنین نے اس بات کی تصدیق فرمائی حضرت عمر نے بات جاری رکھتے ہوئے فرمایا "رسول اللہ ﷺ کبھی نرم بستر پر نہیں سوئے بلکہ آپ ﷺ جس چٹائی پر سوتے تھے اس سے آپ کے جسم اطہر پر نشان نہیں پڑ جاتے تھے۔ کیا آپ نہیں جانتیں کہ آپ راتوں کو جاگتے 'فاقے کرتے' بے حساب عبادت کرتے اور شب و روز بے قراری میں بسر کرتے اور اسی حالت میں رہتے یہاں تک کہ اللہ تعالیٰ نے آپ ﷺ کو اپنے پاس بلالیا۔ دیکھو عمرؓ عمدہ کھانا کھائے گا نہ عمدہ لباس پہنے گا اور اس کی حالت رسول اللہ ﷺ اور حضرت ابو بکر صدیق رضی اللہ عنہ جیسے رہے گی وہ کبھی دستر خوان پر دو سالن جمع نہیں کرے گا بس ایک زیتون کے تیل کا سالن ہوگا یا کوئی اور۔ اور عمر مہینے میں ایک مرتبہ سے زیادہ گوشت نہیں کھائے گا۔

فاتح عالم حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے اپنی زندگی کو ایسے نہج پر گزارہ کہ جس کی مثال دنیا میں دوبارہ قائم نہ ہو سکی اور آپ نے یہ اقدام (معاذ اللہ) کسی نمائش کے لئے نہیں کئے۔ مثلاً سیدنا عمر فاروق رضی اللہ عنہ بغیر چھنے آٹے کی ایسی روٹی کھاتے تھے جسے حلق سے اتارنا مشکل ہو جاتا تھا۔ قحط کے

گوشہ خلافت

زمانے میں تو آپ نے گھی اور گوشت کھانا بالکل چھوڑ دیا۔ ساڑھے ۲۲ لاکھ مربع میل پر پھیلی ہوئی حکومت کے حکمران نے اپنی ضروریات کو مملکت عرب کے غریب ترین آدمی کی سطح سے اوپر نہیں آنے دیا۔ غریبوں جیسی زندگی گزارتے تھے یہی وجہ تھی کہ آپ کو معلوم تھا کہ غریبوں کے کیا مسائل ہیں۔ ایک مرتبہ آذربائیجان کے گورنر حضرت عقبہ بن فرقدؓ سیدنا عمر فاروق رضی اللہ عنہ کی خدمت میں حاضر ہوئے۔ امیر المومنین اس وقت کھانا کھا رہے تھے اور ان کو دستر خوان پر ہی بلالیا اور کہا کھانا کھاؤ' عقبہؓ بھی شریک ہوگئے چند لقمے کھائے تھے کہ ہاتھ کھینچ لیا۔ حضرت عمر فاروق نے پوچھا کہ عقبہ کیا بات ہے کھانا کیوں نہیں کھاتے؟ انہوں نے صاف صاف کہہ دیا کہ آپ جو کچھ کھا رہے ہیں اسے کھانا میرے بس میں نہیں میں حیران ہوں کہ بن چھنے آٹے کی روٹی اور زیتون کے تیل کا سالن آپ کیسے کھالیتے ہیں۔ حضرت عمر نے جواب دیا کہ بھئی گزارہ ہی تو کرنا پڑتا ہے۔ حضرت عقبہ رضی اللہ عنہ نے کہا کہ آپ آٹے کو چھنوالیا کریں اور کوئی بہتر تیل استعمال کرلیا کریں تو کیا حرج ہے۔ سیدنا عمر فاروق رضی اللہ عنہ نے پوچھا کہ اچھا بتاؤ کیا یہ سب مسلمانوں کے لئے ممکن ہے کہ وہ چھنے ہوئے آٹے کی روٹی اور عمدہ تیل استعمال کرسکیں عقبہ رضی اللہ عنہ نے کہا امیر المومنین یہ تو ممکن نہیں تو حضرت عمر فاروق نے فرمایا کہ جو چیزیں عام آدمی کی دسترس سے باہر ہیں وہ عمر رضی اللہ عنہ کے لئے کیسے جائز ہوسکتی ہیں اور کیا میں یہ پسند کرلوں کہ میری تمام نیکیاں اسی دنیا میں ختم ہوجائیں اور قیامت کے دن میں بارگاہ الٰہی میں خالی ہاتھ کھڑا رہ جاؤں۔ عقبہؓ حیرت سے سنتے رہے اور خاموش رہے۔

قارئین محترم! ہمارے موجودہ حکمران لفظوں کے بیوپاری ہیں۔ غریبوں کی ہمدردی اور غربت کے خاتمے کے دعوے پہلے حکمران سے لے کر جنرل پرویز مشرف تک ہر کسی نے الاپے ہیں مگر عملی طور پر کچھ نہیں کیا اور کیسے کرتے یہ نظام ہی نظام باطل ہے لہٰذا خیر و برکات سے مستفید ہونے کے لئے نظام خلافت کا احیاء اور غلبہ بہت ضروری ہے

اللہ دیکھ رہا ہے

اقامت دین اور اعلاء کلمۃ اللہ کے عظیم اور اعلیٰ مقصد کے لئے قائم جماعت تنظیم اسلامی کا قافلۂ سخت جان آج کل دعوت و تربیت کے مراحل طے کر رہا ہے۔ دعوت الی اللہ درحقیقت ایک مشکل کام ہے کیونکہ بدی کی طرف بلانے والوں کے پاس ہر وہ سامان موجود ہے جس کی طرف نفس انسانی راغب ہوتا ہے اور ہر قسم کی آزادی اور آوارگی حاصل کرلیتا ہے۔ اس کے برعکس دعوت الی الحق اور اقامت دین کی جدوجہد میں ہر طرح کی مشقت اور دقت ہے' پابندیاں اور رکاوٹیں ہیں۔ نفس سے جنگ کرنا اور خواہشات سے کنارہ کش ہونا پڑتا ہے۔ ظاہر ہے یہ سب طبع انسانی پر گراں گزرتا ہے۔ یہی وجہ ہے کہ گناہ کی طرف مائل اور گمراہی میں بھٹکے ہوئے افراد کی تعداد ان لوگوں سے کہیں زیادہ ہے جو اللہ کو یاد کرتے ہیں اور سیدھے راستے پر چلتے ہیں۔

محترم ساتھیو! ہماری تعداد کا کم ہونا پریشانی کی بات نہیں ہے' کیونکہ کسی چیز کا نادر الوجود اور کم یاب ہونا اس کے اعلیٰ و ارفع ہونے کی دلیل ہے۔ غیر معمولی قابلیت کے افراد اور سربر آوردہ قائدین ہمیشہ اقلیت میں ہوتے ہیں۔ ہمارا مقصد اصلی یہ ہونا چاہئے کہ نہ صرف اسلام کی فکری اور نظری بنیادوں پر ایمان لے آئیں اور اقامت دین کے لئے بیعت مسنونہ کی اساس پر قائم جماعت کے اصولوں پر کاربند رہیں اور اس کے اجتماعات میں شرکت کریں بلکہ اپنی زندگی کے تمام پہلوؤں' کیفیتوں اور حالات میں اٹھتے بیٹھتے' خلوت و جلوت میں' سنجیدگی اور مزاح کی کیفیت میں ہر وقت یہ دھیان رکھیں اور یہ بات یاد رکھیں کہ اللہ دیکھ رہا ہے۔

(تنظیم اسلامی حلقہ سرحد شمالی کے خبرنامہ نمبر ۵ سے ایک اقتباس)

مرد و عورت کے دینی فرائض میں فرق و تفاوت

تحریر : ڈاکٹر اسرار احمد

کوئی بھی مرد ہو یا عورت جو کسی اسلامی تحریک سے وابستہ ہے' اسے اپنے فرائض دینی سے کماحقہ' واقف ہونا چاہئے۔ عبادات کی سطح پر عورتوں اور مردوں کے فرائض یکساں ہیں۔ اگر کوئی فرق ہے تو وہ بہت معمولی ہے۔ ایمان ہر مرد و عورت کی نجات کے لئے لازم ہے۔ سورۃ العصر اور سورۃ التین میں "اِلَّا الَّذِیْنَ اٰمَنُوْا وَ عَمِلُوا الصّٰلِحٰتِ" کے الفاظ عمومی نوعیت کے ہیں اور ان میں مرد و عورت کی کوئی تفریق نہیں۔ سورۃ النساء کی آیت ۱۲۴ میں صراحت کے ساتھ فرما دیا گیا کہ جو کوئی عمل صالح کی روش اختیار کرے' خواہ وہ مرد ہو یا عورت' اور وہ مومن بھی ہو' تو ایسے لوگ ہی جنت میں داخل ہوں گے! گویا ایمان ہر مسلمان مرد و عورت کا فرض اولین ہے۔ اس کے بعد نماز ہر مسلمان مرد و عورت پر فرض ہے۔ اسی طرح روزہ بھی ہر مسلمان مرد و عورت پر فرض ہے۔ زکوۃ کی ادائیگی جس طرح صاحب نصاب مردوں پر فرض ہے اسی طرح صاحب نصاب عورتوں پر بھی فرض ہے۔ حج کے لئے زاد راہ میسر ہو تو یہ بھی مسلمان مرد و عورت دونوں پر فرض ہے' البتہ اس کے لئے عورت کے ساتھ محرم ہونا ضروری ہے۔ پھر یہ کہ اللہ کے احکامات اور اس کی طرف سے عائد کردہ حلال و حرام کی پابندیاں مردوں اور عورتوں دونوں کے لئے ہیں۔ الغرض اللہ اور اس کے رسول ﷺ کی اطاعت اور بنیادی فرائض کی ادائیگی دونوں کے ذمہ ہے۔ یہ تمام چیزیں دونوں میں مشترک ہیں۔

اس ضمن میں مرد و عورت کے فرائض میں جو معمولی فرق ہے' اس کے لئے نماز کی مثال رکھ رہا ہوں۔ مردوں کے لئے حکم ہے کہ وہ مسجد میں جا کر نماز کو ادا کریں' الا یہ کوئی عذر ہو' جبکہ خواتین کا معاملہ اس کے برعکس ہے۔ ان کے لئے فرمایا گیا ہے کہ عورت کی نماز مسجد کے مقابلے میں اپنے گھر میں افضل ہے۔ گھر میں بھی صحن کے مقابلے میں دالان میں' اور دالان کے مقابلے میں کسی کمرے میں افضل ہے۔ اور کمرے کے اندر بھی اگر کوئی کوٹھڑی ہے (جیسا کہ پہلے زمانے میں بنائی جاتی تھیں) تو اس میں نماز ادا کرنا افضل ترین ہے۔ البتہ جمعہ اور عیدین کی نمازوں میں استثناء رہا ہے۔ اس لئے کہ اس زمانے میں تعلیم و تلقین کے اور ذرائع نہیں تھے۔ نہ کتابیں اور رسالے تھے' نہ ہی کیسٹس تھیں۔ لہٰذا عیدین اور جمعہ کی نمازوں کے ساتھ جو خطبہ ہے وہی تعلیم کا واحد ذریعہ تھا۔ چنانچہ حضورؐ نے خواتین کو ان خطبات میں شرکت کی ترغیب دی کہ وہ ضرور شرکت کریں' تاکہ وہ تعلیم و تلقین سے محروم نہ رہ جائیں۔ دورِ نبویؐ میں خواتین کو نماز کے لئے اگرچہ مسجد میں آنے کی بھی اجازت تھی' تاہم انہیں ترغیب یہی دی گئی کہ اپنے گھروں میں نماز کی ادائیگی افضل ہے اور گھر کے مخفی ترین حصہ میں نماز کا اجر و ثواب مزید بڑھ جائے گا۔

بہرحال اس پہلی منزل میں مسلمان مرد و عورت کے فرائض میں کوئی بڑا فرق قطعاً نہیں ہے اور ان ذمہ داریوں میں مسلمان مرد و عورت دونوں یکساں ہیں۔ اس ضمن میں سورۃ الاحزاب کی تین آیات ملاحظہ ہوں۔ ان آیات میں ازواج مطہرات سے خطاب فرمایا گیا ہے۔

﴿ وَاذْكُرْنَ مَا يُتْلٰى فِيْ بُيُوْتِكُنَّ مِنْ اٰيٰتِ اللّٰهِ وَالْحِكْمَةِ ؕ اِنَّ اللّٰهَ كَانَ لَطِيْفًا خَبِيْرًا ۝ ﴾

گوشہ خواتین

"اور ذکر کرتی رہا کرو ان چیزوں کا جو تمہارے گھروں میں اللہ کی آیات اور حکمت میں سے تلاوت کی جا رہی ہوں۔ یقیناً اللہ تعالیٰ بہت ہی باریک بین اور باخبر ہے"۔

یہ آنحضور ﷺ کی ازواج مطہرات سے خطاب ہے' جن کے گھروں میں وحی نازل ہوتی تھی اور حضورؐ وہاں قرآن حکیم کی آیات پڑھ کر سناتے تھے اور حکمت کی تعلیم دیتے تھے۔ حکمت کا سب سے بڑا خزانہ بھی خود قرآن حکیم ہے۔ مزید برآں آپ احادیث کی صورت میں قرآن حکیم کی وضاحت فرماتے تھے۔ تو احادیث نبویہ بھی دراصل حکمت کے عظیم موتی ہیں۔ گویا ان آیات میں سب سے پہلا جو حکم دیا جا رہا ہے وہ قرآن و حدیث کا تذکرہ' مذاکرہ' ان کی تدریس' ان کا پڑھنا پڑھانا اور سیکھنا سکھانا ہے۔ اس لئے کہ ایمان کا دارومدار اسی پر ہے۔ اسی سے یقین کی دولت ملے گی۔ اس سے ہمارے ایمان میں گہرائی اور گیرائی پیدا ہو گی اور اسی سے ایمان میں استحکام اور پختگی پیدا ہو گی۔ لہٰذا یہ پہلا کام ہے جو ہر عورت کو کرنا ہے اور ہر ایک کو اسے اپنی اولین ذمہ داری سمجھنا چاہئے۔ ہم اگر اس کی فکر نہیں کریں گے اور دعوت و تبلیغ میں لگ جائیں گے تو یہ بھی درحقیقت ترتیب کے اعتبار سے بات غلط ہو جائے گی۔ ترتیب کے اعتبار ہر مسلمان مرد اور عورت کو اپنا پہلا فرض یہ سمجھنا چاہئے کہ اسے اپنے ایمان کو مستحکم کرنا ہے' اس میں زیادہ سے زیادہ گہرائی پیدا کرنی ہے اور زیادہ سے زیادہ شعور کا عنصر شامل کرنا ہے۔ مرد یا عورت ہونے کے اعتبار سے اس میں کوئی فرق نہیں ہے۔ ارشاد ہوتا ہے :

﴿ اِنَّ الْمُسْلِمِيْنَ وَالْمُسْلِمٰتِ وَالْمُؤْمِنِيْنَ وَالْمُؤْمِنٰتِ وَالْقٰنِتِيْنَ وَالْقٰنِتٰتِ وَالصّٰدِقِيْنَ وَالصّٰدِقٰتِ وَالصّٰبِرِيْنَ وَالصّٰبِرٰتِ وَالْخٰشِعِيْنَ وَالْخٰشِعٰتِ وَالْمُتَصَدِّقِيْنَ وَالْمُتَصَدِّقٰتِ وَ الصَّآئِمِيْنَ وَالصّٰٓئِمٰتِ وَالْحٰفِظِيْنَ فُرُوْجَهُمْ وَالْحٰفِظٰتِ وَالذّٰكِرِيْنَ اللّٰهَ كَثِيْرًا وَّالذّٰكِرٰتِ اَعَدَّ اللّٰهُ لَهُمْ مَّغْفِرَةً وَّاَجْرًا عَظِيْمًا ۝ ﴾ (:)

"یقیناً مسلمان مرد اور عورتیں' مومن مرد اور مومن عورتیں' فرماں بردار مرد اور فرماں بردار عورتیں' راست باز و راست گو مرد اور راست باز و راست گو عورتیں' صبر کرنے والے مرد اور صبر کرنے والی عورتیں' صدقہ دینے والے مرد اور صدقہ دینے والی عورتیں' روزہ رکھنے والے مرد اور روزہ رکھنے والی عورتیں' اپنی شرمگاہوں (اور عفت و عصمت) کی حفاظت کرنے والے مرد اور حفاظت کرنے والی عورتیں' اللہ تعالیٰ نے ان سب کے لئے مغفرت اور اجر عظیم مہیا کر رکھا ہے"۔

اگلی آیت میں آخری باتِ دوٹوک انداز میں بیان فرما دی گئی جو پہلی منزل کا لب لباب ہے :

﴿ وَمَا كَانَ لِمُؤْمِنٍ وَّلَا مُؤْمِنَةٍ اِذَا قَضَى اللّٰهُ وَرَسُوْلُهٗ اَمْرًا اَنْ يَّكُوْنَ لَهُمُ الْخِيَرَةُ مِنْ اَمْرِهِمْ وَمَنْ يَّعْصِ اللّٰهَ وَرَسُوْلَهٗ فَقَدْ ضَلَّ ضَلٰلًا مُّبِيْنًا ۝ ﴾

"اور کسی مومن مرد اور کسی مومن عورت کے لئے یہ جائز نہیں ہے کہ جب اللہ اور اس کے رسولؐ (ان کے بارے میں) کسی معاملے کا فیصلہ کریں تو پھر بھی ان کے پاس اس بات میں کوئی اختیار باقی رہ جائے۔ اور جس نے اللہ اور اس کے رسول کی نافرمانی کی تو وہ صریح گمراہی میں پڑ گیا"۔

یعنی مسلمان اور مومن مردوں اور عورتوں کا طرز عمل تو یہ ہوتا ہے کہ جب کسی معاملے میں اللہ اور اس کے رسولؐ کا حکم یا فیصلہ آ گیا تو اب ان کے اپنے انتخاب یا اختیار کی کوئی گنجائش باقی نہیں رہتی۔ اور اگر کوئی اس کے برعکس رویہ اختیار کرتا ہے تو یہی معصیت اور نافرمانی ہے اور حقیقت کے اعتبار سے کفر ہے۔ اور جو اللہ اور اس کے رسول ﷺ کی نافرمانی کی روش اختیار کریں گے' خواہ وہ

مرد ہوں یا عورتیں، تو وہ پھر بڑی صریح گمراہی کے اندر مبتلا ہو گئے۔ یہ گویا اسلام' اطاعت اور عبادت کا لب لباب ہے۔ اسلام کیا ہے؟ اللہ اور اس کے رسولؐ کے احکام آگے سر تسلیم خم کر دینا! اطاعت کیا ہے؟ اللہ اور اس کے رسولؐ کے کی فرمانبرداری عبادت کیا ہے؟ ہمہ تن اور ہمہ وقت اللہ ہی کا بندہ بن جانا! ان تمام چیزوں میں کانٹے کی بات یہ ہے کہ جہاں اللہ اور اس کے رسولؐ کا حکم آ گیا وہاں ہمارا اختیار ختم! ہاں اگر کسی معاملے میں اللہ اور اس کے رسولؐ کا واضح حکم موجود نہیں تو گویا کہ اللہ نے ہمیں اختیار دے دیا ہے کہ یہاں اپنی مرضی' فہم' ذوق اور مزاج کے مطابق معاملے طے کر لیں۔ لیکن جہاں دو ٹوک حکم آ چکا ہو (اِذَا قَضَی اللّٰہُ وَرَسُوْلُہٗ اَمْرًا) پھر بھی انسان یہ سمجھے کہ میرے پاس کوئی option ہے تو یہ گویا کہ اسلام اور ایمان کے منافی بات ہے۔

یہ پہلی منزل ہے' جہاں پر دینی ذمہ داریوں کے اعتبار سے مرد و عورت میں بہت معمولی فرق ہے۔ لیکن جیسے جیسے ہم اوپر چلتے جائیں گے' یہ فرق بڑھتا جائے گا۔ پہلی منزل پر یہ فرق بہت تھوڑا ہے' دوسری منزل پر یہ بہت نمایاں ہے' جبکہ تیسری منزل پر جا کر یہ فرق بہت بڑھ جائے گا۔ ہمیں اس فرق کی اساس کو سمجھ لینا چاہئے۔ اسلام شرم و حیا اور عصمت و عفت کی انتہائی اہمیت بیان کرتا ہے۔ اسلام چاہتا ہے کہ معاشرے میں ان چیزوں کی خوب حفاظت ہو۔ یہی وہ اصول اور مقصد ہے جس کے تحت ستر و حجاب اور لباس کے احکام دیئے گئے اور اس معاملے میں مرد و عورت کے مابین فرق رکھا گیا۔ حجاب اور پردے کے احکامات خالص عورتوں کے لئے ہیں اور ان میں بھی محرم اور نامحرم کا فرق روا رکھا گیا ہے۔

پہلی منزل پر بھی جو فرق ہے وہ اسی بنیاد پر ہے کہ اسلام یہ نہیں چاہتا کہ مردوں اور عورتوں کے مابین بلا ضرورت کوئی اختلاط یا آپس میں ملنا جلنا ہو۔ چنانچہ اسلام دونوں کے علیحدہ علیحدہ دائرہ کار قائم کرتا ہے اور دونوں کی ذمہ داریاں اور فرائض کا علیحدہ علیحدہ تعین کرتا ہے۔ نماز کے ضمن میں آخر یہ فرق کیوں کیا گیا کہ مردوں کی نماز گھر کی نسبت مسجد میں افضل ہے' جبکہ عورت کی نماز گھر کے اندر اور گھر کی بھی اندرونی کوٹھڑی میں زیادہ افضل ہے اور مسجد میں ان کی آمد پسندیدہ نہیں ہے۔ اس کا سبب یہی ہے کہ اس میں اختلاط کا ایک امکان پیدا ہوتا ہے۔ راستہ چلتے' مسجد کو آتے جاتے مردوں سے مڈبھیڑ ہو سکتی ہے۔ مسجد کے اندر بھی خواہ کتنا ہی اہتمام کر لیا جائے مگر اس کا اندیشہ رہتا ہے کہ کہیں کوئی بے حجابی کی کیفیت نہ پیدا ہو جائے یا کسی نامحرم کی نظر نہ پڑ جائے۔ انہی احتمالات کی وجہ سے پہلی منزل پر بھی باریک سا فرق واقع ہو گیا۔

بقیہ: منبر و محراب

ہونے کو تیار نہیں۔ چنانچہ گنبد صخرہ پر اسرائیلی وزیر اعظم کی ہٹ دھرمی کے باعث اس علاقہ میں قیام امن کے امکانات اب بالکل معدوم ہو گئے ہیں اور اس بڑی جنگ کا خطرہ سروں پر منڈلا رہا ہے جس کا ذکر احادیث اور بائبل میں باہتمام موجود ہے۔

امت مسلمہ کا دوسرا افضل ترین حصہ یعنی ہم مسلمانانِ پاکستان اپنے جرم کے اعتبار سے بھی دوسری پوزیشن پر ہیں۔ ہمارا حال یہ ہے کہ ہم نے اگرچہ دستوری سطح پر اسلام کی طرف پیش رفت کی ہے لیکن چونکہ عملی طور پر نفاذ اسلام میں ہم نے کوتاہی دکھائی ہے اور دنیا کے سامنے اسلامی نظام کا عملی نمونہ پیش کرنے میں ناکام رہے ہیں اس لئے شدید اندیشہ ہے کہ اللہ کا عذاب ہمیں آ پکڑے۔ جس کا مظہر یہ ہے کہ موجودہ فوجی حکومت معیشت کی بحالی میں بری طرح ناکام ہو چکی ہے۔ اور ملکی حالات میں ۱۲/ اکتوبر کے فوجی اقدام کے بعد جو بظاہر سکون کی سی کیفیت تھی وہ اب ختم ہونے کو ہے۔ حالات بڑی تیزی سے ہمہ جہت افراتفری کی طرف جا رہے ہیں' مہنگائی برداشت کی حدوں کو پھلانگ چکی ہے اور عوام کا ضبط جواب دینے کو ہے۔ سیاسی سطح پر بھی بڑی ہلچل کے آثار ظاہر ہو چکے ہیں۔ قاضی حسین احمد صاحب نے پلاٹ کیس میں فوجیوں کے ملوث ہونے کا ثبوت پیش کرنے کا دعویٰ کیا ہے۔ اسی طرح طاہر القادری صاحب نے حکومت کو اپنے ۱۲ نکات پر ایک ماہ میں عملدرآمد کا الٹی میٹم دے دیا ہے۔ دوسری طرف کلثوم لیگ ۱۲/ اکتوبر کو یوم سیاہ منانے پر تلی ہوئی ہے۔ ان حالات سے ظاہر ہوتا ہے کہ مہنگائی سے تنگ آ کر عوام اگر باہر نکل آئے تو سیاسی قوتوں کے ساتھ مل کر یہ لاوا ایک آتش فشاں کی صورت میں پھٹے گا جس کی زد میں آ کر سب کچھ ختم ہو جائے گا۔ چنانچہ اس صورت حال میں فوجی حکومت کے لئے بہترین حکمت عملی یہ ہے کہ وہ جلد از جلد جمہوری سیٹ اپ قائم کر کے واپس چلے جائیں ورنہ عوام کے دلوں میں فوج کی جو رہی سہی عزت ہے وہ بھی جاتی رہے گی۔ جہاں تک عذاب الٰہی سے بچنے کی بات ہے جو ہمارے سروں پر منڈلا رہا ہے اس کے لئے قوم یونس علیہ السلام کا طرز عمل ہمارے لئے رہنمائی مہیا کرتا ہے۔ وہ عذاب کے آثار دیکھ کر سجدے میں گر گئے تھے اور اللہ سے اپنی کوتاہیوں کی معافی مانگنے لگے۔ چنانچہ انسانی تاریخ میں ایسا صرف ایک بار ہوا کہ اللہ کا آیا ہوا عذاب واپس پلٹ گیا۔ ہم بھی اگر یہی راستہ اختیار کرتے ہوتے توبہ کریں تو امید ہے کہ اللہ تعالیٰ ہمارے ساتھ رحم کا معاملہ فرمائیں گے۔ البتہ توبہ کا طریقہ یہ ہو گا کہ انفرادی سطح پر پہلے ہم اپنی زندگیوں میں دین اسلام کو لاگو کریں' اپنی معاش اور معاشرت کو منکرات سے پاک کریں اور ایک جماعت کی صورت میں منظم ہوں۔ اس ملت کا واضح مقصد اقامت دین ہونا چاہئے۔ اگر ایسے لوگ جو سمع و طاعت کے خوگر ہو چکے ہوں اور جو اللہ کے دین کی سربلندی کے لئے اپنا تن من دھن لگانے کے لئے تیار ہوں ایک قابل ذکر تعداد میں میسر آ جائیں تو اس باطل نظام کے خلاف اقدام کیا جائے جس کے نتیجے میں اسلامی انقلاب برپا ہو گا اور ہم اللہ کے حضور سرخرو ہو سکیں گے۔ میں یہ باتیں تقریباً ۳۵ برسوں سے اس قوم کے سامنے بیان کر رہا ہوں لیکن مجال ہے جو ہماری زندگیوں میں کوئی تبدیلی آئی ہو۔ تاہم نتیجہ نکلے یا نکلے ہم آپ کو اسی کی دعوت دیتے رہیں گے۔

اک طرز تغافل ہے سو وہ ان کو مبارک
اک عرض تمنا ہے سو ہم کرتے رہیں گے

(مرتب: فرقان دانش خان)

بقیہ: خیال اپنا اپنا

پر قناعت کرتے ہیں۔

امت مسلمہ کا موجودہ اور مسلسل زوالِ بے مثال اس انتہا کو کیسے پہنچا اور کن لوگوں کے ذریعے اس کی تکمیل ہو رہی ہے اس کو جاننا اور پہچاننا بہت ضروری ہے۔ علامہ اقبال ہی اس عقدہ لاینحل کو کھولتے ہوئے فرماتے ہیں کہ:

بہتر ہے کہ شیروں کو سکھا دیں رَمِ آہو
باقی نہ رہے شیر کی شیری کا فسانہ

قارئین یہ سب کچھ مسلم ممالک کے حکمرانوں کے غلامانہ "انداز حکمرانی" ہی کا تو نتیجہ ہے جب تک امت مسلمہ کو مغرب کے وفادار "کلمہ گو حکمرانوں" سے نجات نہیں ملتی' اس وقت تک امت مسلمہ کا موجودہ زوال' عروج میں تبدیل نہیں ہو سکتا کیونکہ زندہ قومیں ہی میدان میں اتر سکتی ہیں۔

دگرگوں جہاں ان کے زور عمل سے
بڑے معرکے زندہ قوموں نے مارے

اگر ایسا ہو جائے تو پھر مسلمان کا نقشہ کچھ یوں ہو گا کہ

ماسوا اللہ کے لئے آگ ہے تکبیر تری
تو مسلماں ہو تو تقدیر ہے تدبیر تری

تنظیم اسلامی کا پیغام
نظام خلافت کا قیام

"جن کو آتا نہیں دنیا میں کوئی فن ' تم ہو"

تحریر : نعیم اختر عدنان

آسٹریلیا کی وجہ شہرت "کنگرو" سے تھی مگر گزشتہ دنوں ترقی یافتہ اور مہذب اقوام کی صف میں شامل آسٹریلیا کا شہر "سڈنی" عالمی سطح پر ہونے والے اولمپکس مقابلوں کی وجہ سے پوری دنیا کی نگاہوں کا مرکز بنا ہوا تھا۔ اخبارات ہوں کہ جرائد' ٹی وی سکرین ہو یا کمپیوٹر ہر جگہ اولمپکس مقابلوں کا شور تھا۔ "سڈنی" میں پوری دنیا سے کھلاڑی اور کھیلوں کے شائقین جمع تھے مگر ہم سڈنی میں عالمی سطح پر ہونے والی "ہاؤ ہو" سے قطعاً بے خبر بلکہ بیگانہ رہے مگر گزشتہ اتوار کو ہم نے اس جمود کو قصداً 'توڑا' اور ایک عدد ٹی وی سیٹ کرایہ پر حاصل کیا (کہ ہم اس "نعمت" سے ابھی تک محروم ہیں) تاکہ ہم بھی سڈنی کی زیارت کر سکیں اور دیکھ سکیں کہ وہاں کیا کچھ ہو رہا ہے اور کون کیا کر رہا ہے؟ اولمپکس مقابلوں میں دنیا میں ہونے والے تمام قابل ذکر کھیل شامل ہیں۔ ان کھیلوں میں مردوں کے ساتھ ساتھ خواتین بھی پوری آب و تاب کے ساتھ شریک ہیں۔ ہم نے اپنی زندگانی کے چار گھنٹے ٹی وی کی نذر کئے۔

خیال اپنا اپنا

سڈنی میں اولمپکس مقابلوں کو دیکھنے کے بعد ہمیں امت مسلمہ کی عظمت رفتہ کے نقیب علامہ اقبال بہت یاد آئے۔ جنہوں نے امت مسلمہ کی زبوں حالی کو مولانا حالی کی طرح موضوع سخن بنایا ہے۔

علامہ اقبال کے نالہ وشیون کے تذکرے سے پہلے ہم قارئین سے کچھ اور باتیں بھی کرنا چاہتے ہیں۔ پاکستان اور پوری دنیا میں نظام خلافت کے داعی ڈاکٹر اسرار احمد مدظلہ اپنے خطابات اور درس قرآن میں حالات حاضرہ پر تبصرہ کرتے ہوئے فرمایا کرتے ہیں کہ "ڈیڑھ ارب کی تعداد میں مسلمان اس دیا میں بس رہے ہیں' ۹۰ کے قریب مسلم ممالک کرۂ ارض کے نقشے پر موجود ہیں' سیال سونے کی دولت ہو کہ غذائی اجناس' افرادی قوت ہو کہ جغرافیائی محل وقوع ہر لحاظ سے امت مسلمہ کو کلیدی حیثیت حاصل ہے مگر اقوام عالم کی بساط سیاست پر چھائی ہوئی پانچ ایٹمی طاقتوں میں کوئی مسلمان ملک شامل نہیں۔ سات بڑے صنعتی ممالک میں بھی کوئی مسلمان ریاست شریک نہیں۔ گویا عالمی سطح پر امت مسلمہ "ہرچند کہیں کہ ہے نہیں ہے" کا مصداق بنی ہوئی ہے"۔ سڈنی اولمپکس میں ہونے والے کھیلوں میں بھی ہمیں ڈھونڈے سے کوئی مسلمان اتھلیٹ وکٹری سٹینڈ پر کھڑا میڈل لیتا نظر نہیں آیا۔ گویا امت مسلمہ ہر سطح پر زوال سے دوچار ہے۔ اس زوال کی انتہا کو میرے جیسا لکھاری بیان کرنے کی تاب نہیں رکھتا چنانچہ ناچار مولانا حالی کے الفاظ ہی مستعار لئے جاسکتے ہیں۔ ؎

پستی کا کوئی حد سے گزرنا دیکھے
اسلام کا گر کر نہ ابھرنا دیکھے
مانے نہ کبھی کہ مد ہے ہر جذر کے بعد
دریا کا ہمارے جو اترنا دیکھے

محترم قارئین! سڈنی اولمپکس ختم ہو چکے ہیں۔ دنیائے اسلام کا منفرد' نرالا اور اپنی مثال آپ کہلانے والا خداداد ملک پاکستان البتہ واحد مسلم ایٹمی طاقت کے اعزاز کے ساتھ' ہاکی میں بھی وکٹری سٹینڈ پر کھڑا ہونے کے قابل نہیں ہو سکا۔ گویا پوری ملت اسلامیہ نے اولمپک گیمز میں بھی اپنی روایتی زوال پذیر طبیعت ہی کا مظاہرہ کیا ہے۔ مگر بات تو پوری دنیا میں پھیلی امت مسلمہ کی ہو رہی تھی جس کو علامہ اقبال نے اپنے کلام میں جابجا اپنی عظمت رفتہ کی بازیافت کا جرأت آفریں پیغام دیا ہے' علامہ فرماتے ہیں۔

کبھی اے نوجواں مسلم تدبر بھی کیا تو نے
وہ کیا گردوں تھا تو جس کا ہے اک ٹوٹا ہوا تارا
تھے تو آباء وہ تمہارے ہی مگر تم کیا ہو؟
ہاتھ پر ہاتھ دھرے منتظر فردا ہوا
ہر کوئی مست مئے ذوق تن آسانی ہے
تم مسلمان ہو؟ یہ انداز مسلمانی ہے؟
حیدری فقر ہے نے دولت عثمانی ہے
تم کو اسلاف سے کیا نسبت روحانی ہے
جن کو آتا نہیں دنیا میں کوئی فن' تم ہو
نہیں جس قوم کو پروائے نشیمن تم ہو
باپ کا علم نہ بیٹے کو اگر ازبر ہو
پھر پسر قابل میراثِ پدر کیونکر ہو
قافلے دیکھ اور ان کی برق رفتاری بھی دیکھ
رہرو درماندہ کی منزل سے بیزاری بھی دیکھ

قارئین' اقبال' کا کلام ایسے ہی قیمتی نگینوں سے لبریز معمور ہے مگر "ندائے خلافت" کے محدود صفحات کی وجہ سے ہم "نمونے مشتے از خروارے" کے مصداق انہی اشعار

(باقی صفحہ ۸ پر)

ہم بھی منہ میں زبان رکھتے ہیں (نعیم اختر عدنان)

☆ جماعت اسلامی کی حکمت عملی خفیہ ادارے تیار کرتے ہیں۔ (حیدر فاروق مودودی)

✪ لیکن پھر بھی جماعت کو سیاسی میدان میں کامیابی نہ ملنا باعث حیرت ہے۔

☆ آسٹریلیا نے پاکستان کو ہرا کر کانسی کا تمغہ جیت لیا (ایک خبر)

✪ ہم تو "ایمل کانسی" کو امریکہ کے حوالے کر چکے ہیں یہ تو پھر "کانسی" کا تمغہ تھا۔

☆ قاضی حسین احمد مسجد میں بیٹھ کر جھوٹ بولتے ہیں۔ (وفاقی وزیر اطلاعات جاوید جبار)

✪ لگتا ہے جاوید جبار کی "دکھتی رگ" پر قاضی صاحب نے ہاتھ رکھ دیا ہے۔

☆ عوامی تحریک ہی قوم کی کشتی پار لگا سکتی ہے۔ (پروفیسر طاہر القادری)

✪ مگر "فوجی ملاح" کشتی سے اترتے ہی نہیں۔

☆ روس اور بھارت اسلامی دہشت گردی کا اکھٹے مقابلہ کریں گے۔ (روسی صدر کا اعلان)

✪ روسی ریچھ اور بھارتی بھیڑیئے پھر دانت تیز کر رہے ہیں۔

☆ جنرل پرویز کو دیانتدار اور نیک سمجھا جاتا ہے۔ (واشنگٹن پوسٹ کا تبصرہ)

✪ ہے نا حیران کن بات!

☆ مارشل لاء لگا سکتا ہوں مگر لگانا نہیں چاہتا۔ (جنرل پرویز مشرف)

✪ جی ہاں "سامنے آنے کی بجائے اقتدار کی چلمن" سے لگے رہنا ہی بہتر ہے۔

☆ گزشتہ اکتوبر سے اب تک ہر شے کی قیمت میں ریکارڈ اضافہ ہوا ہے (سنڈے رپورٹ)

✪ اضافہ کرنا پاکستانی حکمرانوں کا پسندیدہ مشغلہ ہے۔

امیر تنظیم اسلامی ڈاکٹر اسرار احمد کا دورۂ حلقہ سرحد

صدر مرکزی انجمن خدام القرآن پاکستان اور امیر تنظیم اسلامی پاکستان کا دورہ حلقہ سرحد جنوبی تنظیم اسلامی پاکستان کے امیر محترم ڈاکٹر اسرار احمد مدظلہ کا NIPA کی طرف سے خصوصی دعوت پر شرکت کے لئے ماہ ستمبر میں پشاور آنے کا پروگرام طے ہوا۔

امیر محترم ڈاکٹر عبدالخالق ناظم اعلیٰ پاکستان کے ہمراہ مورخہ ۱۰ ستمبر کی رات دس بجے پشاور پہنچے۔ ۱۱ ستمبر بدھ کی صبح ساڑھے نو بجے NIPA کے کانفرنس روم میں جس میں سو کے قریب سرکاری افسران موجود تھے۔ ڈاکٹر صاحب کو خوش آمدید کہا۔ NIPA کے ڈائریکٹر صاحب کے تعارفی کلمات کے بعد ڈاکٹر صاحب نے "تنفیذ اسلام کی راہ میں حائل رکاوٹیں اور ان کا حل" کے موضوع پر مدلل خطاب فرمایا۔ خطاب کے بعد سوال و جواب کا سلسلہ شروع ہوا' جس سے خطاب کے تشنہ گوشے مزید واضح ہوئے۔ دو گھنٹے کے اس پروگرام کے بعد پر تکلف چائے سے مہمانوں کی تواضع کی گئی۔

۱۱ ستمبر بعد از نماز مغرب صوبہ سرحد کے تقریباً تمام رفقاء نے امیر محترم سے حلقہ سرحد شمالی کے دفتر نوشہرہ میں ملاقات کی۔ رات دس بجے حلقہ سرحد شمالی کی طرف سے کھانے کے بعد یہ محفل اختتام پذیر ہوئی۔ مورخہ ۱۲ ستمبر کو "امام" کے وفد نے امیر محترم سے ملاقات کی اور اسی دن "پاکستان" اخبار کے نمائندہ نے ایک انٹرویو ریکارڈ کیا۔ چند اصحاب نے محترم ڈاکٹر صاحب سے انفرادی ملاقات بھی کی۔

اس دورے کا آخری پروگرام پشاور میں انجمن خدام القرآن سرحد کے زیر اہتمام تھا۔ اس کے لئے انجمن خدام القرآن سرحد کے صدر محترم ڈاکٹر محمد اقبال صافی صاحب اور دیگر نمایاں اراکین انجمن خدام القرآن سرحد نے خصوصی طور پر جانی و مالی ایثار کیا۔ اس پروگرام کے انتظامات اور دعوت ناموں کو موضوع سے متعلق اصحاب دانش و بینش تک پہنچانے کے لئے تنظیم اسلامی کے رفقاء نے بڑی محنت کی اور ہر دعوت نامہ ذاتی ملاقات کرکے پیش کیا گیا۔ انجمن خدام القرآن کے تحت پروگرام ۱۳ ستمبر بعد از نماز مغرب پرل کانٹی نینٹل ہوٹل میں منعقد ہوا۔ ڈاکٹر صاحب نے "قیام پاکستان اور اس کے استحکام کی واحد اساس" کے موضوع پر بصیرت افروز خطاب فرمایا۔ اس پروگرام میں دو سے زائد حضرات نے شرکت کی جس میں معاشرے کے فہیم عناصر کی ایک بڑی تعداد نے شرکت کی' موصوف نے اپنے دو گھنٹوں پر محیط قرآن و سنت اور تاریخ کی روشنی میں خطاب سے نوازا' حقیقت پر مبنی حالات و واقعات کے اس بیان پر سامعین داد تحسین دیئے بغیر نہ رہ سکے۔ خطاب کے بعد نصف گھنٹے سوال و جواب کی نشست ہوئی۔ بعد میں مہمانوں کی تواضع پر تکلف کھانے سے کی گئی۔

اللہ تعالیٰ کی تائید اور نصرت سے امیر محترم کا دورہ بخیر وخوبی اختتام پذیر ہوا۔ (رپورٹ: اشفاق احمد میر)

تنظیم اسلامی گوجرانوالہ کے زیر اہتمام
چار روزہ تفہیم دین کورس

تنظیم اسلامی حلقہ گوجرانوالہ کے زیر اہتمام ۴ روزہ تفہیم دین کورس محلہ رحمان پورہ گرجاکھی گوجرانوالہ کے ایک پبلک اسکول میں ہوا۔ پروگرام کے انعقاد میں محمد سلیم صاحب نے بھرپور تعاون کیا۔ اسرہ غربی کے رفیق محترم عبدالمنان اور خورشید نبی نور نے پروگرام کو کامیاب بنانے کے لئے بھرپور محنت کی پروگرام کے آغاز سے ایک ہفتہ قبل ایک ہزار پمفلٹ تقسیم کئے گئے۔ کورس کا آغاز ۲ ستمبر بعد نماز مغرب ہوا۔ قاری عطاالرحمن صاحب نے قرآن حکیم کی تلاوت کی۔

پہلا لیکچر محترم عبدالمنان صاحب کا تھا انہوں نے نہایت جامعیت اور سادہ الفاظ کے اندر "نجات کی راہ" کے حوالے سے سورۃ العصر کو مرکز و محور بنایا۔ اس نشست میں ۳۵ احباب نے شرکت کی۔ دوسری نشست بعد نماز عشاء ہوئی شمس العارفین صاحب نے "فرائض دینی کا جامع تصور" کے موضوع پر لیکچر دیا۔ ۳ ستمبر کو بعد نماز مغرب عبدالمنان صاحب نے "نیکی کی حقیقت" پر لیکچر دیا۔ دوسرا لیکچر "نبی اکرمؐ سے ہمارے تعلق کی بنیادیں" تھا۔ امیر حلقہ گوجرانوالہ ڈویژن شاہد اسلم نے بہت عمدہ انداز میں حضور ﷺ سے تعلق کی بنیادوں کو شرکاء پر واضح کیا۔ ۴ ستمبر کا پہلا لیکچر بعد نماز مغرب ایمان کی اصل کیفیت پر ہوا۔ جو عبدالمنان صاحب نے دیا اس نشست میں ۳۰ افراد نے شرکت کی۔ ۵ ستمبر کے پروگرام میں دو اہم موضوع "فکر آخرت اور موجودہ حالات میں ہماری ذمہ داریاں" کے موضوع پر محترم شاہد اسلم صاحب نے گفتگو کی۔

پروگرام کے اختتام پر ساتھیوں کے لئے مشروب وغیرہ کا اہتمام کیا گیا اس نشست میں ۵۵ کے قریب احباب نے شرکت کی۔ بعد میں سوال و جواب بھی ہوئے جوابات محترم شاہد اسلم صاحب نے دیئے۔ اس کے بعد تنظیم اسلامی کا تعارف اور فارم تقسیم کئے گئے۔ آخر میں حافظ امیر عالم صاحب نے دعا کی اور پروگرام اختتام پذیر ہوا۔ (رپورٹ: شاہد رضا)

تنظیم اسلامی کی
لاہور میں ملتزم تربیت گاہ

مرکزی دفتر تنظیم اسلامی پاکستان' گڑھی شاہو لاہور میں ۱۷ تا ۲۳ ستمبر ایک ملتزم تربیت گاہ منعقد ہوئی جس میں کل ۱۲ افراد نے شرکت کی۔ ان میں سے ۸ کا تعلق لاہور سے اور باقی چار کا تعلق نارووال' سانگلہ ہل' پھالیہ' اور راولپنڈی سے تھا۔

تربیت گاہ کے منتظم جناب رحمت اللہ بٹر صاحب نے پہلے دن نماز عصر کے بعد اس کا آغاز مختصر تعارف سے کیا اور آنے والے رفقاء کو تربیت گاہ کی ضرورت اور اس کا طریقہ کار واضح کیا اور اس کے مبتدی تربیت گاہ سے مختلف ہونے کی وجہ بھی بتائی اور تمام رفقاء کو اس میں عملی طور پر حصہ لینے کی بھی تلقین کی۔ اس تربیت گاہ کا بنیادی مقصد رفقاء کے اندر پنہاں داعیانہ صلاحیت کو اجاگر کرنا تھا تاکہ وہ دعوت کا عمل بہتر سے بہتر بنائیں۔

رفقاء کو (۱) فرائض دینی کا جامع تصور' (۲) جہاد فی سبیل اللہ اور (۳) منہج انقلاب نبوی پر مبنی عنوانات کے بارے میں انتہائی تفصیلی لیکچر دیا گیا اور لائحہ عمل کچھ اس طرح ترتیب دیا گیا کہ پہلے دن لیکچر دیا جاتا' دوسرے دن اسی عنوان پر رفقاء سے تقاریر کروائی جاتیں تاکہ ان کی جھجک دور ہو اور تیسرے دن کارنر میٹنگ کا انعقاد کیا جاتا اور کسی دوسرے علاقے میں لے جاکر رفقاء سے اولاً دعوت کا کام کرایا جاتا اور ثانیاً اسی عنوان پر تفصیل سے گفتگو کروائی جاتی۔ اس کے علاوہ اللہ تعالیٰ سے انفرادی تعلق استوار کرانے کے لئے بٹر صاحب صبح ۳ بجے کمرے میں موجود ہوتے تھے۔ درس قرآن دینے کی پریکٹس بھی کرائی گئی اور خطبۂ نکاح و جمعہ بھی یاد کرائے گئے۔ الحمدللہ تمام رفقاء کی دلچسپی اور participation قابل ستائش تھی۔ خصوصاً نوجوان رفقاء کا جذبہ اور لگن مثالی تھا۔

اس کے علاوہ رفقاء کو "ہیئت تنظیمی" "اطاعت امیر" اور "شرعی پردہ" کے حوالے سے امیر محترم ڈاکٹر اسرار احمد کے ویڈیو کیسٹ بھی دکھائے گئے جو انتہائی مفید ثابت ہوئے۔ "اطاعت امیر اور تنازع فی الامر" (منتخب نصاب (۲) کے حوالے سے) پر حافظ عاکف سعید صاحب نے بھی روشنی ڈالی۔ "دعوت دین اور اس کے طریقہ کار" کے ضمن میں لطف الرحمن خان صاحب کا آڈیو کیسٹ سنایا گیا۔

آخر میں شرکاء سے مزید بہتری کے لئے تجاویز طلب کی گئیں۔ تربیت گاہ بطریق احسن ۲۳ ستمبر بروز ہفتہ کو اپنے اختتام کو پہنچی۔ تربیت گاہ میں درج ذیل رفقا نے شرکت کی۔

جناب محمد سلیم قمر' جناب محمد اختر خان' جناب محمد عامر

احسان الحق' جناب محمد امجد محمود' جناب عبداللہ ماجد' جناب حافظ محمد خلیل' جناب فدا حسین' جناب محمد حسن' جناب محمد اقبال' جناب ریاض احمد خان' جناب عمر فاروق اور راقم محمد اختر حسین شیرازی (رپورٹ : محمد اختر حسین شیرازی)

تنظیم اسلامی حلقہ سرحد شمالی کے زیر اہتمام شب بسری

تنظیم اسلامی حلقہ سرحد شمالی کے زیر اہتمام ایک انقلابی پروگرام بمقام چمن مسجد محلہ کوز خیل زیارت کا کا صاحب میں مورخہ ۲۶' ۲۷ اگست کو شب بسری کی صورت میں ہوا۔ پروگرام کی نظامت محمد عامر نے ادا کی جبکہ میزبانی کے فرائض جناب فتح جان صاحب اور عرفان اللہ نے سرانجام دیئے۔

عصر کے بعد خضر حیات نے دین اور مذہب کا فرق بیان کیا۔ نماز مغرب کے بعد جناب ڈاکٹر حافظ محمد مقصود صاحب نے مطالبات دین اور جہاد کے موضوع پر مدلل خطاب کیا۔ اس کے بعد اقامت دین کے لئے کئے جانے والے مراحل پر مفصل روشنی ڈالی۔

نماز عشاء کے بعد امیر حلقہ سرحد شمالی کے امیر جناب اظہر بختیار خلجی صاحب نے "منہج انقلاب نبوی" کو بورڈ کے ذریعے نہایت آسان اور سہل پیرایوں میں سامعین کے سامنے پیش کیا۔

نماز فجر کے بعد درس قرآن کے ضمن میں محمد عمر نے صاحب فہم لوگوں کے ایمان کے موضوع پر بیان کیا۔

ناشتے کے وقفے کے بعد نصراللہ نے "دعوت اور اس کے راستے میں مشکلات" پر راقم نے "کلمہ شہادت کے عملی تقاضے" فضل رحیم نے "ایک رفیق' دس اوصاف" اطلاس خان نے "بنیان مرصوص" اور جناب حضرت گل استاد نے "عبادت رب" کے موضوع پر درس دیا اور اس کے ساتھ ہی شب بسری کا یہ پروگرام مسنون دعا پر اختتام پذیر ہوا۔

(رپورٹ : شیر قادر)

تنظیم اسلامی اور انجمن خدام القرآن راولپنڈی اسلام آباد کی دعوتی سرگرمیاں

انجمن خدام القرآن اور تنظیم اسلامی راولپنڈی اسلام آباد کے زیر اہتمام تفہیم دین کورس ۲۲ مئی تا ۱۶ جون رکن انجمن محترم محمد اسلم کی رہائش گاہ پر ہوا۔ جس سے ۱۴۵ افراد استفادہ کرتے رہے۔ آخر میں کورس کے شرکاء میں اسناد بھی تقسیم کی گئیں اور صدر انجمن محمد صدیق صابر اور امتیاز علی نائب صدر نے خصوصی خطاب کیا۔

دوسرا کورس ۱۳ جون تا ۲۰ جون الہدیٰ ہائی سکول ٹینچ بھاٹہ میں ہوا۔ یہ کورس رؤف اکبر امیر تنظیم اسلامی راولپنڈی کینٹ نے منظم کیا۔ پبلسٹی کے لئے بینرز ہینڈ بل کے علاوہ ذاتی رابطہ سے بھی کام لیا گیا۔

تیسرا کورس دفتر تنظیم اسلامی حلقہ پنجاب شمالی میں ۳ جولائی تا ۱۱ اگست ہوا۔ جس میں تجوید و قرات کے علاوہ کمپیوٹر کی تعلیم بھی شامل تھی۔ کورس میں عام ملازمین کے علاوہ اساتذہ بھی شامل تھے۔ اختتام پر شرکائے کورس میں اسناد تقسیم کی گئیں۔ جن کے لئے نائب امیر تنظیم اسلامی حافظ عاکف سعید صاحب لاہور سے خصوصی طور پر تشریف لائے۔ صدارت امتیاز علی نائب صدر نے کی۔

آبپارہ کمیونٹی سنٹر میں امیر محترم کے دروس کا سلسلہ جاری ہے۔ اس موقع پر انجمن خدام القرآن کا بروشر خصوصی طور پر تقسیم کیا جاتا ہے۔ انجمن کے بینرز آویزاں کئے جاتے ہیں۔

انجمن کی فعالیت کی بنیاد پر ایک صاحب خیر نے ماہ اگست میں پانچ مرلہ زمین علامہ اقبال کالونی راولپنڈی کینٹ میں وقف کی ہے۔ اس پر چار دیواری تعمیر ہو چکی ہے۔ کوشش ہے کہ اس پر تعمیر شروع ہو جائے تاکہ رمضان میں دورہ ترجمہ قرآن کی برکات سے بھی استادہ کیا جاسکے۔

ان تمام کوششوں کے لئے اراکین انجمن راولپنڈی اسلام آباد اور رفقائے تنظیم اسلامی حلقہ پنجاب شمالی لائق تحسین ہیں۔ (رپورٹ : شمس الحق اعوان)

تنظیم اسلامی اسرہ قرآن کالج کی ماہانہ میٹنگ

اسرہ قرآن کالج کی میٹنگ اگست میں ہوئی تھی۔ میٹنگ کا باقاعدہ آغاز تلاوت کلام پاک سے ہوا جس کی سعادت باترجمہ محمد ندیم نے حاصل کی۔ اسرہ قران کالج کے نقیب پروفیسر مسعود اقبال صاحب نے رفقاء کو ان کی ذمہ داریوں کا احساس دلایا۔ اس کے بعد ہر ساتھی سے تیسویں پارے کی آخری دس سورتوں میں سے دو سورتیں باترجمہ سنی گئیں۔ بعض ساتھیوں کو تجوید کو درست کرنے کی ہدایت اور مسنون دعائیں یاد کرنے کی تلقین کی گئی۔ میٹنگ میں شرکت کرنے والے رفقاء میں نوید احمد عباسی' پروفیسر حافظ محمد نذیر ہاشمی صاحب' عمران علی مجروح' عاطف زبیر کشمیری' نعمان اقبال' محمد غفور اعوان' حافظ فصیح الرحمٰن' فخر نور' محمد ندیم اور کرم داد خان شامل تھے۔ رفقاء میں سے حافظ محمد نذیر ہاشمی صاحب نے ایک حدیث مبارکہ کی ترجمہ و تشریح بیان کی۔ میٹنگ کے آخر میں حافظ محمد نذیر ہاشمی صاحب نے دعا کرائی۔ (رپورٹ : کرم داد خان بلوچ)

بزرگ رفیق شیخ جمیل الرحمٰن صاحب کے انتقال پر تنظیم اسلامی آزاد کشمیر کا تعزیتی اجلاس

تنظیم اسلامی میرپور آزاد کشمیر کا ہفتہ وار اجلاس ۲ ستمبر ۲۰۰۰ء شام ۴ بجے قرآن اکیڈمی جبی دارالسلام میں زیر صدارت سید محمد آزاد ہوا۔ جس میں تنظیم اسلامی کے بزرگ رفیق اور امیر محترم ڈاکٹر اسرار احمد کے رفیق خاص جناب شیخ جمیل الرحمٰن کی وفات پر تعزیت کا اظہار کیا گیا۔ اجلاس میں مرحوم کی دینی خدمات پر روشنی ڈالتے ہوئے رفقاء نے انہیں زبردست خراج تحسین پیش کیا۔ تمام رفقاء نے مرحوم کے لئے دعائے مغفرت کی۔ اس اجلاس میں جناب حافظ پروفیسر عطاء الرحمٰن صدیقی' جناب قاری پروفیسر عبدالباسط فاروقی' جناب قاضی محمود اختر' جناب غلام سلطان' جناب ممتاز الحسن' جناب ڈاکٹر فضل الرحمٰن' جناب سیکرٹری نائب حسین' جناب ظفر اقبال' محمد رفیق چوہدری شامل تھے۔

زبان خلق کو نقارۂ خدا سمجھو

ڈیفالٹ ہونے میں ہی بچاؤ ہے!

National Bolshevism and the Higher mathematics

روزنامہ ڈان (۲۲ ستمبر) میں شائع شدہ ایاز امیر کے کالم سے ایک اقتباس :

معلوم ہوتا ہے اب وہ وقت آگیا ہے کہ ہم Default "نادہندہ ہونے" کے فوائد پر سنجیدگی سے نگاہ ڈالیں۔ اس وقت سے لے کر جنوری ۲۰۰۱ء کے درمیان آئی۔ ایم۔ ایف سے ہر طرح کا رابطہ منجمد کر دینا چاہئے۔ ان سے نرم رویہ رکھیں لیکن ان سے کوئی شے قبول نہ کریں اور پھر جو بھی ہم میں جرأت باقی رہ گئی ہے اس سے کام لے کر انہیں بتا دیں کہ ہمیں "بچاؤ کی پوٹلی" Bailout Package نہیں چاہئے —— پانچ سو ملین ڈالر کی تھیلی' زیادہ بھی ہو تب بھی نہیں۔

کوئی صاحب ازراہ کرم سادہ زبان میں مجھے یہ بتا سکتے ہیں کہ ہم کس شے سے محروم ہو جائیں گے؟ ہماری جو حالت آج ہے کیا اس سے زیادہ خراب ہو جائے گی؟ ڈالر چھت تک پہنچ جائے گا؟ اس کے قریب تو پہلے ہی پہنچ چکا ہے۔ ہماری برآمدات رک جائیں گی؟ بہت اچھا ہو گا' ہماری برآمدات ہیں کہاں؟ ہم کچھ بھی درآمد نہیں کر پائیں گے؟ الیزا ڈولٹل Aliza Doolittle کے الفاظ میں یہ عمدہ بات نہیں ہو گی؟ ہمارے صنعتی کارخانے بند ہو جائیں گے؟ صنعتی کارخانوں میں باقی رہ کیا گیا ہے؟

اگر ہم نے اپنا وطیرہ نہ بدلا تو آگے سے آگے گڑھوں میں گرتے جائیں گے۔ قوم کو جاگنے کے لئے ایک جھٹکے کی ضرورت ہے' نادہندہ ہونے کا جھٹکا مگر اس میں گھن گرج کی ضرورت نہیں جو ہمارا طرۂ امتیاز ہے۔

Vol : 9 Regd. CPL No.127 No.39

WEEKLY NIDA-I-KHILAFAT LAHORE

انتخابی عمل کے ذریعے اسلام نہیں آسکتا ○ ڈاکٹر اسرار احمد

اطاعت امیر اور اللہ پر اعتماد اسلامی انقلاب کے لئے بنیادی شرائط ہیں ○ حافظ یحییٰ عزیز میر محمدی

دینی جماعتیں جاہلیت کے خلاف جدوجہد کریں، متحد ہوئے بغیر اسلامی نظام نہیں آسکتا ○ پروفیسر حفیظ الرحمٰن

عوام کو اسلام کے نام پر بار بار دھوکہ دیا گیا، اسلامی انقلاب کی جان سے کم قیمت نہیں ○ آفتاب اقبال

مسجد اقصیٰ گلشن راوی لاہور میں متحدہ اسلامی انقلابی محاذ کا جلسہ عام کی رپورٹ (مرتب : فرقان دانش خان)

ملک میں اسلامی انقلاب برپا کرنے کی غرض سے چار دینی جماعتوں پر مشتمل متحدہ اسلامی محاذ ڈیڑھ برس قبل قائم ہوا۔ اس محاذ میں تنظیم اسلامی، تحریک اسلامی، تنظیم الاخوان اور جمعیت اہلحدیث شامل ہیں۔ اس سے قبل متحدہ اسلامی انقلابی محاذ پورے ملک میں اہل پاکستان کے لئے تعارفی نوعیت کے جلسے منعقد کرتا رہا ہے۔ ان جلسوں میں ابھی تک صرف چند دینی امور کو موضوع بنایا گیا تھا تاکہ لوگوں کے شعور میں اضافہ ہو۔ لیکن اس بار یہ فیصلہ کیا گیا کہ محاذ اب صرف اسلامی انقلاب کی دعوت کے لئے جلسے منعقد کرے گا اور دینی جماعتوں کو اس محاذ میں شرکت کی دعوت کے ساتھ ساتھ عوام کو منہاج محمدیؐ کے مطابق انقلاب اسلامی کے لئے تیار کرے گا۔ اس ضمن میں پہلا جلسہ کراچی میں منعقد ہونا تھا لیکن انتظامیہ نے اجازت نہ دی چنانچہ محاذ کا پہلا جلسہ مسجد اقصیٰ گلشن راوی لاہور میں منعقد ہوا۔ جلسہ بعد نماز مغرب شروع ہوا۔ سٹیج سیکرٹری کے فرائض جمعیت اہلحدیث کے مولانا مبشر مدنی نے سرانجام دے۔ جلسے کی صدارت امیر تنظیم اسلامی اور محاذ کے صدر محترم ڈاکٹر اسرار احمد نے کی۔

قاری عبدالمسعود نے تلاوت کلام پاک سے جلسہ کا آغاز کیا۔ سب سے پہلے تنظیم الاخوان کے جناب آفتاب اقبال کو خطاب کی دعوت دی گئی۔ انہوں نے کہا ہم نے یہ ملک اسلام کے نام پر حاصل کیا تھا لیکن یہاں کے مغرب زدہ حکمرانوں نے اسلام کے نام پر عوام کو بار بار دھوکا دیا۔ کبھی روٹی کپڑا اور مکان کے نعرے کو اسلامی انقلاب سے تعبیر کیا گیا اور کبھی کسی نے اسلامی حکومت کے قیام کے لئے ریفرنڈم کے ذریعے اپنی صدارت پکی کی۔ کبھی صلوٰۃ کمیٹیاں بنا کر بے وقوف بنایا گیا کہ یہ اسلامی نظام ہے۔ آج جمعہ کی چھٹی کے مطالبہ کو اسلامی انقلاب کا متبادل سمجھا جارہا ہے۔ اسلامی انقلاب تو یہ ہے کہ قرآن و سنت کو ملک کا سپریم لاء قرار دیا جائے۔ ملک کے سارے وسائل کی منصفانہ تقسیم ہو۔ روٹی کپڑا اور مکان سب کو ملے۔ سب کے لئے روزگار ہو۔ سب کی بنیادی ضرورتیں پوری ہوں۔ یہ کام صرف انہی لوگوں کے ذریعے ہو سکتا ہے جو قرآن و حدیث کا علم رکھتے ہوں اور ان ذمہ داریوں کو جانتے ہوں۔ ایسے ہی لوگ اسلامی انقلاب لاسکتے ہیں۔ یہ نظام کیسے برپا ہوگا؟ ایسا نہیں ہے کہ کسی کے پاس جادو کی چھڑی ہو اور راتوں رات یہ نظام آجائے۔ حضور اکرمؐ نے اسلامی انقلاب برپا کرکے ہی نہیں دکھایا۔ بلکہ اس نظام کو لانے کا طریقہ بھی بتایا۔ اس ظالمانہ نظام کو ختم کرنے کے لئے قوت درکار ہے۔ ہمیں جبراً اس نظام کو جڑوں سے اکھاڑ پھینکنا ہوگا۔ لوگ جہادی تحریکوں میں دوسرے ملکوں میں جان دے رہے ہیں۔ کیا ہم اسلامی انقلاب کے لئے یہاں جان نہیں دے سکتے۔ یہ جان لیجئے کہ اس عظیم کام کی جان سے کم قیمت نہیں۔

تحریک اسلامی کے رہنما پروفیسر حفیظ الرحمٰن احسن نے کہا آج ضرورت اس امر کی ہے کہ اہل دین اس بات پر غور کریں کہ یہاں اسلامی انقلاب کیسے آسکتا ہے؟ اس وقت ملک پر جاہلیت کا مکمل قبضہ ہو چکا ہے۔ دینی جماعتوں اور مدارس کے گرد گھیرا تنگ کیا جارہا ہے۔ مسلمان کے لئے عقیدہ، اخلاق اور ایمان پہلی چیز ہے۔ لیکن یہاں معیشت کی بحالی کو ترجیح دی جارہی ہے۔ این جی اوز کے نمائندے ملک پر حکومت کر رہے ہیں۔ اس حکومت کا مقصد یہ ہے کہ عوام کو اس طرح بے بس کر دیا جائے کہ وہ جمہوریت کی بحالی یا نفاذ دین کی کسی تحریک میں شریک نہ ہو سکیں۔ نہ صرف اس محاذ کی جماعتیں بلکہ تمام دینی جماعتیں سر جوڑ کر بیٹھیں اور جاہلیت کے اس پرزور حملے کے خلاف جدوجہد کریں۔ مدارس کے بھائیوں سے گزارش ہے کہ فقہی مسالک کی بنا پر اختلافات نہ اچھالیں سب کا احترام کریں۔ کیونکہ دینی قوتوں کے متحد ہوئے بغیر یہاں اسلامی انقلاب نہیں آسکتا۔

حافظ محمد یحییٰ امیر جمعیت اہلحدیث نے کہا حقیقت یہ ہے کہ اسلامی انقلاب برپا کرنے کے لئے مادی وسائل نہیں بلکہ اس کے لئے اللہ سے ایک خاص تعلق قائم کرنا ضروری ہے۔ اسباب کے ہوتے ہوئے بھی اور بغیر اسباب کے بھی اللہ سب کچھ کرسکتے ہیں۔ لیکن اس کام کے لئے خالصتاً اللہ پر بھروسہ اور توکل ضروری ہے۔ غزوۂ بدر میں اللہ نے مدد فرمائی تو فتح ہوئی تھی۔ احد میں بھی اللہ کی مدد آئی تھی مگر اطاعت امیر میں کمزوری کے باعث فتح کا نقشہ بدل گیا۔ اطاعت امیر بہت بڑی قوت ہے۔ غزوۂ حنین میں صحابہ نے اللہ پر اعتماد کے بجائے صرف تعداد پر نظر رکھی، تو شکست فاش ہوئی۔ لیکن پھر امیر کی اطاعت ہوئی تو اللہ نے فتح دے دی۔ اگرچہ اسباب کا استعمال ضروری ہے لیکن اعتماد صرف اللہ کی ذات پر ہو۔ اطاعت امیر اور اللہ پر اعتماد اسلامی انقلاب کے لئے بنیادی شرط ہے۔

محترم ڈاکٹر اسرار احمد صاحب مدظلہ صدر متحدہ اسلامی انقلابی محاذ نے جلسہ عام سے خطاب کرتے ہوئے کہا :

کتاب و سنت کی بالادستی اور کفالت عامہ کا اصول ہی اصل اسلامی انقلاب ہے۔ جو لوگ خود دین پر عمل پیرا ہوں وہی اسلامی نظام کو چلا سکتے ہیں۔ اگر ماضی میں ہماری دینی جماعتیں انتخابی سیاست میں شرکت اور سیکولر عناصر کے ساتھ مل کر سیاسی تحریکیں چلانے کی غلطی نہ کرتیں تو آج ملک میں اسلامی نظام قائم ہو چکا ہوتا۔ انتخابی عمل شیطانی چکر ہے اس کے ذریعے اسلام نہیں آسکتا۔ اسلامی انقلاب برپا کرنے کے لئے پہلے ہمیں اپنی معاش اور معاشرت کو حرام چیزوں سے پاک کرکے خود پر دین نافذ کرنا ہوگا۔ پھر ایسے لوگ مل کر قوت بنیں اور باطل نظام سے ٹکرا جائیں تو اسلامی انقلاب برپا ہوسکتا ہے سودی نظام، بے حیائی اور لادینیت تہذیب جدید کے اجزائے ترکیبی ہیں۔ جب تک اس تہذیب سے نفرت نہیں ہوگی اور اس کے خلاف جدوجہد نہیں کی جائے گی ازروئے حدیث ہمارا ایمان کامل نہیں ہوسکتا۔